الفاظ طلاق

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ

رضا اکیڈمی

۵۲، رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق

۱۳۱۱ھ

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ ، ڈونٹا ڈاسٹریٹ ، کھڑک ، ممبئی ۹
فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

Scanned with OKEN Scanner

سلسلۂ اشاعت ۲۷۵

نام کتاب ـــــــ رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق

۱۳۱۱ھ

مصنف ـــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ـــــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح ـــــــ مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

سن اشاعت ـــــــ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

طباعت ـــــــ رضا آفسیٹ بمبئی ۳

رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق

(طلاق بائن کے الفاظ کی تعداد اور ان کی تفصیل کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از بڑودہ ضلع گجرات کلاں ٹھکانہ پائیگاہ قاسم حالہ مرسلہ غلام حسین حالہ ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں عالم شریعت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، چند روز کے بعد اُس کے خاوند نے طلاق بائن دی جائز ہے یا نہیں؛ عورت فاحشہ ہے خاوند نے طلاق بائن دیا جائز ہے یا نہیں؛ طلاق بائن کس کو کہتے ہیں؛ طلاق بائن کا کیا طریقہ ہے؛ طلاق بائن کس طور سے دیتے ہیں؛ جس وقت چاہے خاوند اپنی عورت کو طلاق بائن دے سکتا ہے یا نہیں؛ مع مہر و نام کتاب عبارت عربی ترجمہ اردو، خلاصہ تحریر فرمائیے، اس کا اجر آپ کو خداوند کریم عطا کرے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بائن وہ طلاق ہے جس کے سبب عورت فوراً نکاح سے نکل جائے، اگر بعد نکاح ابھی وطی وجماع کی نوبت نہ پہنچی اگرچہ خلوت ہو چکی ہو تو طلاق دی جائے بائن ہی ہو گی۔

فی التنویر والدر ورد المحتار الخلوۃ لاتکون کالوطی فی حق الرجعۃ ای لارجعۃ لہ بعد الطلاق الصریح بعد الخلوۃ بحر ای لوقوع الطلاق بائنا[1] اھ بالالتقاط۔

تنویر، در، ردالمحتار میں ہے کہ بیوی سے رجوع کے معاملہ میں خلوت وطی کی طرح نہیں، یعنی خلوت کے بعد اور جماع سے پہلے طلاق دی ہو تو اس صریح طلاق کے بعد بیوی سے رجوع نہیں ہوسکتا ہے، بحر ــــــ کیونکہ صریح طلاق قبل از جماع بائنہ ہوتی ہے اھ ملتقطا (ت)

یونہی جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں خواہ ایک بار میں خواہ دس برس میں، تو وہ بھی بائن ہوجاتی ہیں بلکہ وہ بائن کی قسم اکبر ہیں کہ پھر بے حلالہ اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ بائن کی تیسری صورت وہ طلاق کہ مال کے بدلے دی جائے مثلاً شوہر نے کہا میں نے بعوض ہزار روپیہ کے تجھے طلاق دی یا تیرے مہر کے بدلے طلاق دی، اور عورت نے قبول کرلیا، یا عورت نے کہا میں نے اپنے مہر یا فلاں قرض سے تجھے بری کیا اس شرط پر کہ تو مجھے طلاق دے دے، مرد نے دے دی، یا مرد نے کہا جتنے حق عورتوں کے شوہروں پر ہوتے ہیں اُن سب سے مجھے بری کر، اس نے کہا بری کیا، اس نے فوراً کہا میں نے طلاق دی کہ اس میں اگرچہ صراحۃً ذکرِ عوض نہ تھا مگر صورتِ حال دلیل معاوضہ ہے،

فی التنویر الواقع بالطلاق علی مال طلاق بائن[2] اھ وفی ردالمحتار اراد بالمال مایشمل الابراء منہ حتی لوقالت ابرأتک عمالی علیک علی طلاقی ففعل بریٔ وبانت بحر عن البزازیۃ وفی الفتح اٰخر الباب قال ابرئینی من کل حق یکون للنساء علی الرجال ففعلت فقال فی فورہ طلقتک وھی مدخول بھا یقع بائنا لانہ بعوض[3]۔

تنویر میں ہے کہ مال کے عوض طلاق، بائنہ طلاق ہوگی اھ، اور ردالمحتار میں ہے کہ مال سے مراد عام ہے نقد ہو یا خاوند کے ذمہ اگر بیوی کا مال ہو مثلاً مہر وغیرہ تو طلاق کے عوض بیوی کا خاوند کو اپنے حق سے بری کرنا حتی کہ اگر بیوی نے کہہ دیا کہ طلاق کے عوض میں تجھے اپنے حق سے بری کرتی ہوں، اور اس نے طلاق دے دی تو یہ طلاق بائنہ ہوگی، بحر نے اس کو بزازیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور فتح میں اس باب کے آخر میں ہے خاوند نے کہا تو مجھے ہر ایسے حق سے بری کردے جو عورتوں کا مردوں کے ذمہ ہوتا ہے، اور بیوی نے ایسے کردیا تو خاوند نے فوری طور پر کہہ دیا میں نے تجھے طلاق دی اگر بیوی مدخولہ ہو تو یہ طلاق بائنہ

---

[1] ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۴۲
[2] درمختار باب الخلع مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۴۵
[3] ردالمحتار باب الخلع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۶۰

ہوگی کیونکہ یہ طلاق بالعوض ہے۔ (ت)

چوتھی جو طلاق کسی قسم کی دی گئی اور بغیر رجعت ہوئے عدت گزر گئی وہ طلاق بھی بائن ہوگئی۔ ان چاروں صورتوں میں کسی لفظ کی تخصیص نہیں سب الفاظ ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔

پانچویں یہ کہ عورت سے جماع ہولے اس کے بعد طلاق دے اور گنتی بھی تین تک نہ پہنچے، نہ مال کے بدلے طلاق ہو نہ عدت گزرے، بااین ہمہ طلاق دیتے ہی بائن ہوجائے اس کے لئے الفاظ مقرر ہیں کہ ان لفظوں سے کہا تو بائن ہوگی اور ان سے کہا تو رجعی کہ عدت کے اندر رجعت کا اختیار دیا جائیگا مثلاً اگر زبان سے کہہ لے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا تو عورت نکاح سے نکلنے نہ پائے گی بدستور زوجہ رہے گی اور حکمِ طلاق زائل نہ ہوگا۔

بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں:

جا[1]، نکل[2]، چل[3]، روانہ ہو[4]، اُٹھ[5]، کھڑی ہو[6]، پردہ کر[7]، دوپٹہ اوڑھ[8]، نقاب ڈال[9]، ہٹ[10]، سرک[11]، جگہ چھوڑ[12]، گھر خالی کر[13]، دور ہو[14]، چل دور[15]، اے خالی[16]، اے بری (بفتح با)[17]، اے جدا[18]، تو مجھ سے جدا ہے[19]، میں نے تجھے بے قید کیا[20]، میں نے تجھ سے مفارقت کی[21]، تو جدا ہے[22]،

فی الدر فنحو اخرجی واذھبی و قومی تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اغربی اعزبی من العزبۃ او من العزوبۃ یحتمل ردا، و نحو خلیۃ بریۃ حرام بائن، ومرادفھا کبتۃ بتلۃ یصلح سببا، انت حرۃ سرحتك فارقتك لا یحتمل السب والرد، ففی حالۃ الرضی تتوقف الاقسام علی نیۃ (ملتقطا)۔

درمیں ہے: نکل جا، چلی جا، کھڑی ہوجا، پردہ کر، دوپٹہ اوڑھ، ہٹ جا، جگہ چھوڑ، دُور ہو، خالی ہو۔ اغربی یا اعزبی غربت یا عزوبت سے ہے، یہ الفاظ جواب کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور اکیلی، اے بری یا حرام یا بائنہ، یہ الفاظ اور ان کے ہم معنی جیسے، تو مجھ سے جدا ہے، میں نے تجھے آزادی دی، ڈانٹ کا احتمال بھی رکھتے ہیں، اور، تو مجھ سے آزاد ہے، میں نے تجھے بے قید کیا، میں نے تجھ سے مفارقت کی، یہ الفاظ ڈانٹ اور جواب کا احتمال نہیں رکھتے۔ یہ تمام اقسام رضا کی حالت میں کہے ہوں تو نیت پر موقوف ہوں گے۔ (ت)

---

[1] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۴

رستہ[23] ناپ، اپنی راہ[24] لے کنایتان عن الذھاب (یہ دونوں کنایہ ہیں، جانے، سے۔ ت)
کالا[25] منہ کر، چال[26] دکھا، چلتی[27] بن، چلتی[28] نظر آ، دفع[29] ہو، دال[30] فے عین ہو، رفو[31] چکر ہو، پنجرا[32] خالی کر، ہٹ[33] کے بڑ،
اپنی صورت[34] لگا، بستر[35] اٹھا، اپنا[36] سوجھتا دیکھ، اپنی[37] گٹھڑی باندھ، اپنی نجاست[38] الگ پھیلا، تشریف[39]
لے جائیے، تشریف[40] کا ٹوکرا لے جائیے، جہاں[41] سینگ سمائے جا، اپنا مانگ[42] کھا، بہت[43] ہو چکی اب مہربانی
فرمائیے، کلھا کنایۃ عن البعد والذھاب (یہ سب دُور ہونے اور جانے سے، کنایہ ہیں۔ ت)
اے[44] بے علاقہ ہو کقولہ بتۃ بتلۃ ("بے علاقہ ہو" کہا تو بتۃ اور بتلۃ کی طرح ہے۔ ت) منہ[45] چھپا ہو،
کقولہ تقنعی تخمری استتری (پردہ کر، اوڑھنی لے، نقاب ڈال، کی طرح ہیں۔ ت) جہنم[46] میں جا،
چولھے[47] میں جا، بھاڑ[48] میں پڑ،

فی فروع الدرا اذھبی الی جھنم یقع ان نوی خلاصۃ۔[1]

دُر کے فروعی مسائل میں ہے: جہنم میں جا، کہا، اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی، خلاصہ۔ (ت)

میرے[49] پاس سے چل، اپنی مراد[50] پر فتحمند ہو، میں[51] نے نکاح فسخ کیا، تو مجھ پر مثل مردار یا سؤر[53] یا شراب[54] کے ہے
فیھا ایضاً وکذا اذھبی عنی وافلحی وفسخت النکاح وانت علی کالمیتۃ او کلحم الخنزیر او حرام کالماء۔[2]

اُسی میں ہے اور یوں ہی اگر کہا میرے پاس سے چلی جا، اپنی مراد پر کامیاب ہو، میں نے نکاح فسخ کیا، تو مجھ پر مردار کی طرح ہے، تو مجھ پر خنزیر کی طرح یا شراب کی طرح ہے۔ (ت)

نہ مثل بھنگ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے،

فی ردالمحتار تحت قول الدر انت علی کالمیتۃ والمراد التشبیہ بما ھو محرم العین کالخمر والخنزیر والمیتۃ فالحکم فیہ کالحکم فی انت علی حرام بخلاف مالو قال انت علی کمتاع فلاں فلا یقع وان نوی افادہ فی الذخیرۃ۔[3]

ردالمحتار میں درمختار کے قول "تو مجھ پر مردار کی طرح ہے" سے مراد ہر وہ چیز ہے جو قطعی حرام ہے جیسے شراب، خنزیر اور مردار۔ ان کا حکم وہی ہے جو "تو مجھ پر حرام ہے" کا ہے، اس کے بخلاف اگر اس نے کہا "تو مجھ پر فلاں کے مال کی طرح ہے" اس میں نیت کی ہو تب بھی طلاق نہ ہوگی، ذخیرہ میں یہ افادہ کیا۔ (ت)

---

[1] و [2] درمختار — باب الکنایات — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۲۶
[3] ردالمحتار — " " — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۷۴

تو مثل میری ماں[۵۵] یا بہن[۵۶] یا بیٹی[۵۷] کے ہے اور یوں کہا کہ تُو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں،

فی الدر وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیة براو ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع ما نواہ لانہ کنایة ولا یلغو شیئا او حذف الکاف لغا و تعین الادنی اے البر یعنی الکرامة ویکرہ قولہ انت امی ویا بنتی و یا اختی ونحوہ[۱]۔

درمیں ہے اگر بیوی کو کہا "تو مجھ پر میری ماں کی طرح" لفظ مثل یا کاف کو تشبیہ کے لئے ذکر کیا، اور یونہی اگر لفظ علیّ (مجھ پر) کو حذف کردیا ہو اور خدمت یا ظہار یا طلاق جو بھی نیت کرے گا وہی حکم ہوگا، ہر ایک کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایہ ہے، اور کچھ بھی نیت نہ تھی یا تشبیہ کے لفظ کو حذف کردیا ہو تو یہ لغو کلام ہوگا اور صرف ادنٰی معنی یعنی خدمت وکرامت مراد ہوگا، اور "تُو میری ماں ہے" اور اے میری بیٹی اے میری بہن" جیسے الفاظ مکروہ ہیں۔ (ت)

تیری[۵۹] گلو خلاصی ہوئی، تو خالص[۶۰] ہُوئی فی رد المحتار انت خالصة[۲] (ردالمحتار میں ہے: تُو خالص ہُوئی۔ ت)

حلالِ[۶۱] خدا، یا حلالِ[۶۲] مسلمانان، یا ہر حلال[۶۳] مجھ پر حرام، تو میرے[۶۴] ساتھ حرام میں ہے،

الکل فی الشامی کما یأتی صریحا وخالف فیہا المتاخرون ائمتنا المتقدمین فقالوا لا حاجة الی النیة لانہ متعارف قلت وفی بلادنا قد انعدم التعارف فال الامر الی ما کان علیہ قال الشامی ان المتاخرین خالفوا للعرف الحادث فیتوقف الآن وقوع البائن بہ علی وجود العرف۔

یہ تمام فتاوٰی شامی میں ہے جیسا کہ آئندہ صراحتاً آئے گا، ان میں متاخرین فقہائے ہمارے متقدمین ائمہ کی مخالفت کی ہے اور کہا ان الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق میں عُرف بن چکے ہیں، قلت (میں کہتا ہُوں) ہمارے علاقہ میں یہ عُرف نہیں ہے تو یہ الفاظ اب اپنے اصل پر لوٹ آئیں گے، علامہ شامی نے فرمایا: متاخرین نے جدید عُرف کی بنا پر خلاف کیا تو اس کے ساتھ وقوع بائن وجود عرف پر موقوف ہوگا۔ (ت)

میں[۶۵] نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگر کسی عوض کا ذکر نہ کرے،

فی رد المحتار عن الخانیة ولو قال بعت نفسک منک فقالت اشتریت یقع

ردالمحتار میں خانیہ سے منقول ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا کہ "میں نے تجھے تیرے پاس فروخت کیا" تو

---

[۱] درمختار — باب الظہار — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۴۹

[۲] ردالمحتار — باب الکنایات — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۶۲

طلاق بائن لان بیع نفسها تملیك النفس من المرأة و ملك النفس لا یحصل الا بالبائن فیکون بائنا[1] اھ۔

بیوی نے کہا میں نے خریدا، تو بائنہ طلاق ہو جائیگی، کیونکہ بیوی کو اس کے پاس فروخت کرنا بیوی کو اپنے نفس کا مالک بنانا ہے نفس کی ملکیت بیوی کو بغیر بائنہ طلاق کے حاصل نہیں ہو سکتی، لہذا بائنہ طلاق ہوگی اھ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہاں عورت کے اس کہنے کی بھی حاجت نہیں کہ میں نے خریدا،

لانه تملیك نفسها منها وهی لا تملك نفسها الا بالبائن بخلاف ما سیجئ من قوله بعت منك طلاقك فانه تملیك الطلاق منها فکان تفویضا فاشترط قبولها۔

کیونکہ یہ بیوی کو اپنے نفس کا مالک قرار دینا ہے تو بیوی اپنے نفس کی مالک بائنہ طلاق کے بغیر نہیں بن سکتی، اس کے بخلاف جو آئندہ عنقریب آئے گا کہ خاوند اگر یوں کہے "میں نے تجھے تیری طلاق فروخت کی"، تو اس سے طلاق کا مالک بنانا ہوا لہذا یہ خاوند کا بیوی کو طلاق تفویض کرنا ہے جس میں بیوی کا قبول کرنا شرط ہے۔ (ت)

میں[66] تجھ سے باز آیا، میں[67] تجھ سے درگزرا فی ردالمحتار عدیت عنها[2] (ردالمحتار میں ہے: میں تجھ سے درگزرا۔ ت) تو میرے[68] کام کی نہیں، میرے[69] مطلب کی نہیں، میرے[70] مصرف کی نہیں کما حققناه علی هامش ردالمحتار (جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) مجھے[71] تجھ پر کوئی راہ نہیں، کچھ[72] قابو نہیں، ملک[73] نہیں، میں[74] نے تیری راہ خالی کر دی، تو میری ملک[75] سے نکل گئی، میں[76] نے تجھ سے خلع کیا، اپنے[77] میکے بیٹھ، تیری[78] باگ ڈھیلی کی، تیری[79] رسی چھوڑ دی، تیری[80] لگام اتار لی، اپنے[81] رفیقوں سے جا مل،

فی الهندیة وألحق ابو یوسف رحمه الله تعالٰی بخلیة و بریة وبتة وبائن و حرام اربعة اخری ذکرها السرخسی فی المبسوط وقاضی خان فی شرح الجامع الصغیر واخرون وهی لا سبیل لی علیك، لا ملك لی علیك، خلیت سبیلك، فارقتك ولا روایة فی خرجت من ملکی قالوا هو

ہندیہ میں ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے خلیۃ، بریۃ، بتۃ، بائن اور حرام کے الفاظ کے ساتھ دیگر چار الفاظ کو ملحق کیا ہے ان دیگر چاروں کو امام سرخسی نے مبسوط میں اور قاضیخاں نے شرح جامع صغیر میں اور دوسرے حضرات نے ذکر کیا ہے وہ لا سبیل لی علیك (مجھے تجھ پر چارہ نہیں)، لا ملك لی علیك (تجھ پر میری ملکیت نہیں)، خلیت سبیلك (میں نے تیرا راستہ آزاد کیا)، فارقتك (میں نے تجھ سے مفارقت کی)،

---

[1] ردالمحتار باب الخلع قوله کبعت نفسك مطبع مجتبائی دہلی ۲/۵۵۹

[2] ردالمحتار باب الکنایات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۲

بمنزلة خليت سبيلك، وفي الينابيع الحق ابويوسف رحمه الله تعالٰی بالخمسة ستة اخری وهی الاربعة المتقدمة وزاد خالعتك والحقی باهلك هكذا فی غاية السروجی[1] اھ، قلت وهو فی حديث المستعيذة وفيها ايضا، وفی قوله جبلك علی غاربك لا يقع الطلاق الا بالنية كذا فی فتاوی قاضی خان وانتقلی وانطلقی كالحقی وفی البزازية وفی الحقی برفقتك يقع اذا نوی كذا فی البحر الرائق[2]

اور خرجت من ملکی (تُو میری ملکیت سے نکل گئی) میں کوئی روایت نہیں ہے، اور فقہاء نے فرمایا یہ بمنزلہ "خلیت سبیلک" کے ہے۔ اور ینابیع میں ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے پانچ الفاظ کے ساتھ مزید چھ الفاظ ملحق فرمائے ہیں اور وُہ چار پہلے ذکرشدہ اور دو مزید اور وہ خالعتک (میں نے تجھ سے خلع کیا) الحقی باھلک (اپنے خاندان میں چلی جا)، غایۃ السروجی میں یونہی مذکور ہے اھ، قلت (میں کہتا ہُوں) یہ بات پناہ طلب کرنے والی میں ہے۔ اور اسی غایۃ السروجی میں یہ بھی ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا "تیری ڈوری تیرے کندھے پر ہے" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے تُو منتقل ہو، تو جا، الحقی کی طرح ہے۔ اور بزازیہ میں ہے اگر یُوں کہا "تُو اپنے دوستوں سے مل جا" نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، بحرالرائق میں یونہی ہے۔ (ت)

مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں ھو کقوله لاسبيل لی عليك (جیسا کہ اس کا قول "مجھے تجھ پر چارہ نہیں"۔ ت) خاوند تلاش کر،

فی الهندية وياتبغی الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها[a] واثنتين وثلث ان نواها هكذا فی شرح الوقاية[3]۔

اور ہندیہ میں ہے اگر یُوں کہا "تو خاوند تلاش کر" ایک بائنہ طلاق ہوگی اگر نیت کی ہو، یا دو اور تین ہونگی اگر ان کی نیت کی ہو، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

---

a قابلت عبارة عن اصل الهندية فوجدتها هكذا او ثنتان وثلث ۱۲ احمد رضا غفرله۔

a میں نے ہندیہ کے اصل قلمی نسخہ سے مقابلہ کیا تو میں نے وہاں یُوں عبارت پائی اور دو اور تین ۱۲ حامد رضا غفرلہ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵
[3] ایضا

مجھے تیری[۸۴] حاجت نہیں، مجھے تجھ سے[۲] سروکار نہیں، تجھ سے[۳] مجھے کام نہیں، غرض[۴] نہیں، مطلب[۵] نہیں، تو مجھے[۶] درکار نہیں، تجھ سے[۷] مجھے رغبت نہیں، میں[۸] تجھے نہیں چاہتا، یہ محض مہمل ہیں اگرچہ نیت کرے،

فی الھندیۃ ولو قال لاحاجۃ لی فیك ینوی الطلاق فلیس بطلاق کذا فی السراج الوھاج واذا قال لا ارید ك اولا احبك اولا اشتھیك اولا رغبۃ لی فیك فانه لایقع وان نوی فی قول ابی حنیفۃ رحمه الله تعالٰی کذا فی بحر الرائق[۱]

ہندیہ میں ہے اگر کہا "مجھے تجھ میں حاجت نہیں" طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ سراج وہاج میں مذکور ہے، اور جب یوں کہا "میں تجھے نہیں چاہتا" یا "میں تجھے پسند نہیں کرتا" یا "میں تجھ میں خواہش نہیں رکھتا" یا "مجھے تجھ میں دلچسپی نہیں" تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو، یہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے، بحر الرائق نے ایسے ہی بیان کیا۔ (ت)

میں[۸۵] تجھ سے جدا ہوں یا ہوا (فقط میں جدا ہوں یا ہوا کافی نہیں اگرچہ بنیت طلاق کہے)

فی الھندیۃ ولو قال انا منك بائن ونوی الطلاق یقع ولو قال انا بائن ولم یقل منك لایقع وان نوی کذا فی محیط السرخسی[۲]

ہندیہ میں ہے اگر یوں کہا، میں تجھ سے بائن ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر صرف میں بائن ہوں، اور، تجھ سے، نہ کہا تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، محیط سرخسی میں ایسے ہی مذکور ہے۔ (ت)

میں[۸۶] نے تجھے جدا کردیا، میں نے تجھ سے جدائی کی، تو خود مختار[۸۷] ہے، تو آزاد[۸۸] ہے،

فی الھندیۃ ولو قال فی حال مذاکرۃ الطلاق باینتك او ابنتك او ابنت منك او انت سائبۃ او انت حرۃ یقع الطلاق وان قال لم انو الطلاق لایصدق قضاءً[۳]

ہندیہ میں ہے اگر حالت مذاکرہ طلاق میں، میں تجھ سے جدا ہوں، میں نے تجھ کو جدا کیا، میں تجھ سے جدا ہوا، تو سائبہ ہے یا تو آزاد ہے، تو طلاق ہوجائے گی اور اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی (ت)

---

[۱] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۵
[۲] ایضاً
[۳] ایضاً

مجھ میں[۸۹] تجھ میں نکاح نہیں، مجھ میں[۹۰] تجھ میں نکاح باقی نہ رہا،

فی الھندیۃ ولو قال لھا لا نکاح بینی و بینک او قال لم یبق بینی و بینک نکاح یقع الطلاق اذا نوی کذا فی فتاوی قاضی خاں[۱]

ہندیہ میں ہے اگر کہا، تجھ میں مجھ میں نکاح نہیں، یا کہا، مجھ میں اور تجھ میں نکاح باقی نہیں ہے، تو نیّتِ طلاق سے طلاق ہوگی، جیسا کہ فتاوٰی قاضیخاں میں ہے۔ (ت)

میں[۹۱] نے تجھے تیرے گھر والوں یا باپ[۹۲] یا ماں[۹۳] یا خاوندوں[۹۴] کو دیا یا خود تجھ کو دے ڈالا[۹۵] (اور تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو کہا تو کچھ نہیں)

فی الھندیۃ روی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی انہ اذا قال وھبتک لاخیک او لخالک او لعمک او لفلان الاجنبی لم یکن طلاقا کذا فی السراج الوھاج ولو قال لھا وھبت نفسک منک فھو من جملۃ الکنایات ان نوی بہ الطلاق یقع والا فلا[۲]

ہندیہ میں ہے: امام حسن رحمہ اللہ تعالٰی نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کیا کہ اگر یوں کہا، میں نے تجھے تیرے بھائی، خالو، چچے یا فلاں اجنبی کو ہبہ کیا طلاق نہ ہوگی جیسا کہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر یوں کہا، میں نے تیرا نفس تجھے ہبہ کیا تو کنایہ کے الفاظ میں سے ہے اگر نیّت کی تو طلاق ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔ (ت)

مجھ میں[۹۶] تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا یا تجھ میں مجھ میں کچھ شئی نہیں اگرچہ نیّت کرے،

فی الھندیۃ ولو قال لم یبق بینی و بینک شئ ونوی بہ الطلاق لایقع و فی الفتاوٰی لم یبق بینی و بینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیۃ[۳]

ہندیہ میں ہے اگر کہا تیرے اور میرے درمیان کوئی شئی باقی نہیں اور اس سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، اور فتاوٰی میں مذکور ہے اگر یوں کہا، تیرے اور میرے درمیان کوئی معاملہ باقی نہیں رہا، نیت کی ہو تو طلاق ہوگی جیسا کہ عتابیہ میں مذکور ہے۔ (ت)

میں[۹۷] تیرے نکاح سے بری ہوں، بیزار[۹۸] ہوں،

فیھا عن الخانیۃ ولو قال انا بریئ من

ہندیہ میں خانیہ سے منقول ہے، اگر کہا، میں تیرے

---

[۱] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۵
[۲] و [۳] " " " " " " " ۱/۳۷۶

نکاحک یقع الطلاق اذا نوی[1]

نکاح سے بری ہوں، طلاق کی نیت سے طلاق ہوجائے گی۔ (ت)

مجھ سے دُور ہوجا،

فیھا عنھا ولو قال ابعدی عنی ونوی الطلاق یقع[2]

ہندیہ میں خانیہ سے منقول ہے، اگر کہا تُو مجھ سے دُور ہوجا، طلاق کی نیت سے طلاق ہوجائے گی (ت)

مجھے صورت نہ دکھا،

وھذا بمعنی ابعدی عنی، وفیہ ینوی کما مر انفا بخلاف استتری منی فانہ بزیادۃ منی خرج عن کونہ کنایۃ کما فی الخانیۃ ایضًا قال الشامی یکون قولہ منی قرینۃ لفظیۃ علی ارادۃ الطلاق بمنزلۃ المذاکرۃ تأمل[3] اھ، ورأیتنی کتبت علی ھامشہ مانصہ، اقول وذلک بخلاف ان یقول لاترنی وجھک فانہ یکون عبارۃ عن البغض والتنفر فلا یزول الاحتمال اھ فافھم[4]۔

اور یہ "مجھ سے دُور ہوجا" کے معنی میں ہے اور اس میں نیت کرے گا، جیسا کہ ابھی گزرا، اس کے برخلاف "مجھ سے پردہ کر" منّی (مجھ سے) کا لفظ زائد ہونے کی وجہ سے کنایہ سے خارج ہے جیسا کہ خانیہ میں بھی ہے نیز علامہ شامی نے فرمایا کہ یہاں منّی (مجھ سے) کا لفظ قرینہ لفظیہ ہے کہ اس نے طلاق مراد لی ہے بمنزلہ مذاکرہ طلاق ہے، غور چاہیئے اھ مجھے اس کے حاشیے پر لکھنا یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے، اقول (میں کہتا ہوں) کہ اس کے برخلاف ہے یہ کہنا تو اپنا چہرہ مجھے نہ دیکھا، کیونکہ یہ لفظ بغض اور نفرت کے اظہار کے لئے ہے لہذا دوسرا احتمال ختم نہ ہوگا، اھ، غور کرو۔ (ت)

کنارے ہو، تُو نے مجھ سے نجات پائی،

فی الھندیۃ ومن الکنایات تنحی عنی و نجوت منی کذا فی فتح القدیر[5]

ہندیہ میں ہے: الفاظ کنایہ میں سے، کنارے ہو، مجھ سے تُو نے نجات پائی، ایسے ہی فتح القدیر میں ہے۔ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶
[3] رد المحتار باب الکنایات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۶۳
[4] جد الممتار " " حاشیہ نمبر ۹۶ المجمع الاسلامی مبارکپور ۲/ ۵۱۵
[5] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶

ومثلها (اور اسی کی مثال ہے۔ت) الگ ہو[۱۰۲]، میں[۱۰۴] نے تیرا پاؤں کھول دیا

لعدم التعارف فی بلادنا وما فی الخلاصة پای کشاده کردم ترا تفسیر قوله طلقتك عرفا حتی یکون رجعیا وتقع بدون النیة[۱] اھ فمبنی کما تری علی العرف فی الهندیة عن الذخیرة عن الامام ظهیر الدین یفتی فیما سواها باشتراط النیة ویکون الواقع بائنا[۲]۔

ہمارے علاقہ کا عُرف نہ ہونے کی بنا پر، اور جو خلاصہ میں ہے کہ "میں نے تیرے پاؤں کھول دئے" عرف میں "میں نے تجھے طلاق دی" کے ہم معنی ہے، لہذا اس سے طلاق رجعی ہوگی، اور بغیر نیت طلاق ہوجائے گی اھ تو یہ عرف پر مبنی ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے ہندیہ میں ذخیرہ سے امام ظہیر الدین سے منقول ہے کہ مذکورہ الفاظ کے علاوہ میں نیت شرط ہونے پر فتوی دیا جائے گا اور اس سے بائنہ طلاق ہوگی۔ (ت)

میں[۱۰۵] نے تجھے آزاد کیا، آزاد[۱۰۶] ہوجا،

فیها ولو قال اعتقتك طلقت بالنیة کذا فی معراج الدرایة وکونی حرة او اعتقی مثل انت حرة کذا فی بحر الرائق[۳]۔

ہندیہ میں ہے: اور اگر خاوند کہے "میں نے تجھے آزاد کیا" تو نیت سے طلاق ہوگی، جیسا کہ معراج الدرایہ میں ہے، اور "تو آزاد ہوجا" یا "تو آزاد ہے" انت حرۃ کی طرح ہے، جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ (ت)

تیری بندکٹی[۱۰۷]، تو بے قید[۱۰۸] ہے،

فیها ولو قال انت السراح فهو کما قال لها انت خلیة کذا فی فتاوی قاضی خان[۴]۔

ہندیہ میں ہے: اگر کہا "تو بے قید ہے" یہ ایسے ہی ہے جیسے یوں کہے "تو جدا ہے" جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ (ت)

میں[۱۰۹] تجھ سے بری ہوں،

فیها فی مجموع النوازل امرأة قالت لزوجها انا بریئة منك فقال الزوج

ہندیہ میں ہے کہ مجموع النوازل میں ہے، بیوی نے کہا "میں تجھ سے بری ہوں" تو خاوند نے جواب میں

۱؎ خلاصۃ الفتاوی کتاب الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/۹۹
۲؎ فتاوی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۹
۳؎ فتاوی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات " " " ۱/۳۷۶
۴؎ ایضاً

انا بریئ منك ایضاً فقالت انظر ماذا تقول فقال ما نویت الطلاق لا یقع الطلاق لعدم النیة کذا فی المحیط[1]۔

کہا "میں بھی تجھ سے بری ہوں" پھر بیوی نے کہا خیال کرو کیا کہہ رہے ہو، تو خاوند نے کہا میں نے طلاق کی نیت سے نہیں کہا، تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ نیت نہیں ہے، جیسا کہ محیط میں ہے (ت)

۱۱۰ اپنا نکاح کر، جس سے چاہے نکاح کرلے،

فیہا ولو قال تزوجی ونوی الطلاق او الثلث صح وان لم ینو شیئاً لم یقع کذا فی العتابیة[2]۔

ہندیہ میں ہے اگر کہا "تو نکاح کرلے" اور طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق، اور تین کی نیت کی تو تین ہوں گی۔ اور کوئی نیت نہیں کی تو کوئی طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ عتابیہ میں ہے (ت)

۱۱۲ میں تجھ سے بیزار ہوا،

فیہا عن الخلاصة ولو قال لہا از تو بیزارشدم لا یقع بدون النیة[3]، قلت وظاہر ان لیس کقولہ انا منك طالق فافہم[4] وتثبت۔

ہندیہ میں خلاصہ سے ہے اگر کہا "میں تجھ سے بیزار ہوں" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ قلت (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے مذکورہ لفظ خاوند کے قول "میں تجھ سے طلاق والا ہوں" کی طرح نہیں ہے، غور کرو اور ثابت رہو۔ (ت)

۱۱۳ میرے لئے تجھ پر نکاح نہیں،

فی الخانیة وفی نحو قولك لا نکاح لی علیك لا یقع الطلاق الا بالنیة[5] (ملخصاً)

خانیہ میں ہے: خاوند کے اس قول سے کہ "میرے لئے تجھ پر نکاح نہیں ہے" نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

۱۱۴ میں نے تیرا نکاح فسخ کیا،

فیہا ولو قال لہا فسخت نکاحك یقع الطلاق

خانیہ میں ہے، اگر بیوی کو کہا "میں نے تیرا نکاح

ع۴ اشارة الی ان ما فی الدر سہو ۱۲ منہ

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جو درمختار میں ہے وہ سہو ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶

[3] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۵

[4] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/ ۲۱۶

اذا نوی[1]۔ فسخ کیا، نیت سے طلاق ہوجائے گی۔ (ت)

تجھ پر[115] چاروں راہیں کھول دیں (اور اگر یوں کہا کہ تجھ پر چاروں کھلی ہیں، تو کچھ نہیں جب تک یہ بھی نہ کہے جو راستہ[116] چاہے اختیار کر)

فیہا و لو قال لہا اربع طرق علیک مفتوحۃ و نوی الطلاق لا یقع الطلاق الا ان یقول اربع طرق علیک مفتوحۃ فخذی فی ای طریق شئت فحینئذ یقع الطلاق اذا نوی و لو قال (چہار راہ بر تو کشادم) لا یقع الطلاق ما لم ینو[2] و فی الہندیۃ اذا قال لہا چہار راہ بر تو کشادہ است لا یقع الطلاق و ان نوی ما لم یقل خذی ایما شئت عند اکثر المشائخ و انہ منقول عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی و اذا قال لہا چہار راہ بر تو کشادم یقع الطلاق اذا نوی و ان لم یقل خذی ایما شئت[3]۔

خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے کہا "چاروں راہ تجھ پر کھلے ہیں" اور طلاق کی نیت کی تو طلاق نہ ہوگی جب تک ساتھ یہ نہ کہے جس راستے کو تو چاہے اختیار کرلے، اگر طلاق کی نیت سے یہ کہہ دیا تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر کہا تجھ پر چاروں راہیں کھول دیں، تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اور ہندیہ میں بھی ہے کہ اگر خاوند نے صرف یہ کہا "تجھ پر چار راہیں کھلی ہیں تو نیت کے باوجود نہ ہوگی جب تک ساتھ یہ نہ کہے" تو جس کو چاہے اختیار کرلے"۔ اکثر مشائخ کے ہاں یہ ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے یہی منقول ہے۔ اور اگر کہا "تجھ پر چاروں راہیں کھولتا ہوں" تو نیت کی، تو طلاق ہوجائیگی، اگرچہ اس نے "جس کو تو چاہے اختیار کرلے" نہ کہا ہو۔ (ت)

میں[117] تجھ سے دست بردار ہوا،

فی الخانیۃ (چنگ بازداشتم) از تو قال الفقیہ ابو جعفر واحدۃ بائنۃ و غیرہ یقع رجعیۃ و الاول اصح[4]۔

خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے کہا "میں تجھ سے دستبردار ہوا" تو ابو جعفر فقیہ نے کہا ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور دوسروں نے کہا کہ ایک طلاق رجعی ہوگی، پہلا قول اصح ہے (ت)

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/ ۲۱۶

[2] " " " " " ۲/ ۲۱۷

[3] فتاوٰی ہندیۃ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۱

[4] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/ ۲۱۷

میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا باپ[۱۱۹] یا ماں[۱۲۰] کو واپس دیا،

فی الطحطاوی عن الدر المنتقی رددتك الیهم ولا یشترط قبولهم[۱]

طحطاوی میں درمنتقی سے منقول ہے، خاوند نے کہا "میں نے تجھے تیرے گھر والوں کو واپس کر دیا" تو گھر والوں کا قبول کرنا شرط نہیں ہے (ت)

تو میری[۱۲۱] عصمت سے نکل گئی،

فی العقود صرح فی الوجیز لبرهان الائمة انه لو قال فسخت النکاح بینی وبینك ولم یبق بینی وبینك لا یقع الا بالنیة ولا یخفی ان قوله انت خارجة عن عصمتی مثله فی المعنی من الفتاوی المزبورة قلت فان الخروج عن العصمة یکون بطلاق وفسخ کطریان حرمة مصاهرة ولو من قبله فلم یتعین للطلاق وکذا الخروج عن الملك کما مر[۲]

عقود دریہ میں ہے کہ علامہ برہان الائمہ نے وجیز میں تصریح کی ہے کہ اگر خاوند نے کہا "میرے اور تیرے درمیان نکاح فسخ ہوگیا ہے اور ہمارے درمیان نکاح باقی نہ رہا" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اور یہ مخفی نہیں کہ خاوند کا کہنا کہ "تو میری عصمت سے خارج ہے" معنی میں اُسی کی مثل ہے جو فتاوٰی مذکورہ سے مروی ہے قلت (میں کہتا ہوں) عصمت سے خارج ہونا طلاق اور فسخ کے ساتھ ہوتا ہے ــــ مثلاً حرمتِ مصاہرۃ کی بنا پر جو کہ خاوند کی طرف سے بھی طاری ہوسکتی ہے لہذا فسخ کے لئے طلاق متعین نہیں ہے، اور اسی طرح ملکیت سے خارج ہونا بھی ہے جیسا کہ گزرا۔ (ت)

میں[۱۲۲] نے تیری ملک سے شرعی طور پر اپنا نام اتار دیا،

فی الخیریة سئل فی رجل قال فی حال الغضب وسؤال الطلاق لزوجته نزلت عنها نزولا شرعیا هل تبین بذلك ام لا اجاب لم ار من تعرض لهذا فی کلامهم لکن رأیت فروعا متعددة فی الکنایات تقتضی انه

خیریہ میں ہے: ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو غصہ میں اور طلاق کے مطالبہ پر کہا "میں نے اس سے شرعی نام اتار دیا" تو کیا اس شخص کی بیوی بائنہ ہوجائے گی یا نہیں؟، انھوں نے جواب دیا میں نے فقہاء کے کلام میں اس مسئلہ کے بیان کو نہیں پایا، لیکن میں نے کنایہ کے بہت سے مسائل

---

[۱] طحطاوی علی الدر المختار باب الکنایات دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۳۸

[۲] عقود الدریۃ فی تنقیح الحامدیۃ کتاب الطلاق حاجی عبدالغفار قندھار افغانستان ۱/ ۴۳

یقع بمثلہ الطلاق البائن اذا وجدت النیۃ او دلالۃ الحال فتعین الافتاء بالوقوع فی الحادثۃ واذا علمت ان ھذا یصلح جوابا لا ردا وشتیمۃ وتأملت فی فروع ذکرھا صاحب البحر والتتارخانیۃ وغیرھما قطعت بما ذکرنا۔[1]

دیکھے ہیں جن کی روشنی میں اس صورتِ مذکورہ میں طلاق بائنہ ہوگی جب نیت پائی جائے یا حال کی دلالت پائی جائے، لہذا اس مذکورہ حادثہ میں طلاق کا فتوٰی متعین ہوگا، جب معلوم ہوگیا کہ مسئلہ مذکور میں خاوند کا قول جواب ہی ہوسکتا ہے مطالبہ طلاق کا رد یا گالی نہیں بن سکتا اور میں نے بحر اور تاتارخانیہ وغیرہما میں مذکور فروعات میں غور کیا، تو مجھے یقین ہوگیا کہ طلاق کے وقوع کا حکم ایسے ہی ہے جیسے ہم نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

تو میرے[۱۲۳] لائق نہیں قیامت تک یا عمر بھر،[۱۲۴]

فی الخلاصۃ ولو قال لامرأتہ، تو مرا نہ شائی تا قیامت او ہمہ عمر، لا یقع الطلاق بدون النیۃ[2]

خلاصہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تو میرے لائق نہیں ہے قیامت تک یا عمر بھر، تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

تو مجھ سے[۱۲۵] ایسی دُور ہے جیسے مکہ معظمہ مدینہ طیبہ سے یا دلّی لکھنؤ سے،

فی الخلاصۃ ولو قال لھا تو از من چناں دُوری کہ مکہ از مدینہ لا یقع الطلاق بدون النیۃ۔[3]

خلاصہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تو مجھ سے ایسی دُور ہے جیسے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ" تو بغیر نیت طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

ان سب صورتوں میں اگر طلاق کی نیت ہو طلاق بائن پڑ جائے گی تو مطلقہ[۱] بائنہ ہے (بے حرف عطف) یا تو مطلقہ[۲] پس بائنہ ہے تجھ پر سب[۳] سے فحش تر طلاق، شیطانی[۴] طلاق، بدعت[۵] کی طلاق، بدتر[۶] طلاق، پہاڑ[۷] کی مثل، ہزار[۸] کے مثل، کوٹھری[۹] بھر کے سخت[۱۰] یا لمبی[۱۱] یا چوڑی[۱۲] طلاق، سب سے بُری[۱۳]، سب سے کڑی[۱۴]، سب سے گندی[۱۵]، سب سے ناپاک[۱۶]، سب سے کڑی[۱۷]، سب سے بڑی[۱۸]، سب سے چوڑی[۱۹]، سب سے لمبی[۲۰]، سب سے موٹی[۲۱] طلاق، کلاں تر[۲۲] طلاق،

---

[1] الفتاوی الخیریۃ — کتاب الطلاق — دار الفکر بیروت — ۱/۵۰
[2] خلاصۃ الفتاوی — الفصل الثانی فی الکنایات — مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ — ۲/۱۰۰
[3] " " — کتاب الطلاق — " " " — ۲/۹۹

فی الدر ویقع بقولہ انت طالق بائن او افحش الطلاق او طلاق الشیطان والبدعۃ او اشر الطلاق او کالجبل او کالف او ملٔ البیت او تطلیقۃ شدیدۃ او طویلۃ او عریضۃ او اسوأہ او اشدہ او اخبثہ او اکبرہ او اعرضہ او اطولہ او اغلظہ او اعظمہ واحدۃ بائنۃ ان لم ینو ثلاثا فیہ ایضا ولو بالفاء (ای فی قولہ انت طالق فبائن) فبائنۃ ذخیرۃ۔[1] (ملخصا)

درمیں ہے، خاوند نے بیوی کو کہا، تجھے بائن طلاق، فحش تر طلاق، شیطانی طلاق، بدتر طلاق، بدعت طلاق، یا پہاڑ برابر، یا ہزار برابر، کوٹھری بھر طلاق، شدید طلاق، طویل، عریض، سب سے بُری، سب سے شدید، سب سے بڑی، سب سے عریض، سب سے طویل، سب سے غلیظ، سب سے عظیم طلاق۔ تو ان تمام صورتوں میں ایک بائنہ طلاق ہوگی جبکہ یہاں بھی تین کی نیت نہ کی ہو۔ اور اگر بائن کو ف کے ساتھ ذکر کرے مثلاً تُو طلاق والی "فبائنہ" کہا تو بائنہ ہوگی۔ ذخیرہ۔ (ت)

۲۳ تجھ پر ایسی طلاق جس سے تُو اپنے اختیار میں ہو جائے،

فی الدر کما یقع البائن لو قال انت طالق طلقۃ تملکی بہا نفسک لانہا لا تملک نفسہا الا بالبائن۔[2]

درمیں ہے: اگر کہا "تجھ پر ایسی طلاق جس سے تُو اپنے اختیار میں ہو جائے" تو بائنہ طلاق واقع ہوگی کیونکہ بیوی بائنہ طلاق کے بغیر اپنی مالک نہیں ہوسکتی (ت)

۲۴ تجھ پر بائن طلاق،

فی ردالمحتار تحت قولہ لانہا لا تملک نفسہا صرح بہ فی البدائع وقال اذا وصف الطلاق بصفۃ تدل علی البینونۃ کان بائنا اھ وھذہ الصفۃ بمعنی قولہ انت طالق طلقۃ بائنۃ[3] الخ۔

ردالمحتار میں ماتن کے قول کہ "اپنے نفس کی مالک نہ ہوگی" کے تحت ہے اس کی تصریح بدائع میں کی ہے، اور کہا کہ جب طلاق ایسے وصف سے موصوف ہو جو بائنہ ہونے پر دلالت کرے تو وُہ طلاق بائنہ ہوگی اھ، اور یہ صفت "تو بائنہ طلاق والی ہے" کے معنٰی میں ہوگی الخ (ت)

---

[1] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۲۲
[2] ایضا
[3] ردالمحتار — باب الصریح — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۵۰

تجھ پر[۲۵] وہ طلاق جس میں مجھے رجعت کا اختیار نہیں اس میں بالاتفاق ہمارے ائمہ کے مذہب میں طلاق بائن ہوگی۔ اور اگر یہ کہا "تجھ پر طلاق ہے اس شرط پر کہ مجھے رجعت کا اختیار نہیں، جوہرہ میں فرمایا کہ اس میں رجعی ہوگی، اور بائن ہونے کو ضعیف بتایا مگر تبیین الحقائق اور غایۃ البیان اور فتح القدیر میں فرمایا کہ اوّل تو ہمیں رجعی ہونا مسلّم نہیں اور ہو بھی تو اس کی وجہ یہ ہے یہ ایک بحث ہے جس سے اصلاً مذہب ہمارے ائمہ کا اُس صورت میں وقوع بائن ہونا ثابت نہیں ہوتا اگرچہ بحرالرائق میں اسی بحث کی بناء پر جزم فرمایا کہ یہاں وقوع بائن ہمارا مذہب ہے،

فی البحر عن الجوھرۃ ان قال انت طالق علی انہ لا رجعۃ لی علیک یلغو و یملک الرجعۃ وقیل تقع واحدۃ بائنۃ وان نوی الثلث فثلث اھ وظاھر ما فی الھدایۃ ان المذھب الثانی فانہ قال واذا وصف الطلاق بضرب من الشدۃ والزیادۃ کان بائنا[۱] اھ

بحر میں جوہرہ سے منقول ہے: اگر خاوند نے کہا تجھے طلاق اس شرط پر جس میں مجھے رجعت کا اختیار نہیں، تو یہ رجعی ہوگی، اور بعض نے کہا ایک بائنہ واقع ہوگی، اور اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی۔ اور ہدایہ کے بیان سے ظاہر یہ ہے کہ دوسرا قول مختارِ مذہب ہے کیونکہ اس نے کہا کہ اگر طلاق کو کسی شدّت اور زیادتی کے ساتھ موصوف کیا جائے تو وہ بائنہ ہوگی اھ (ت)

اس کے سوا تیسری صورت ایک اور رہے وہ یہ کہ تجھے طلاق ہے اور مجھے رجعت کا اختیار نہیں اس میں بلاشبہ رجعی ہوگی کما فی الشامی وباقی (جیسا کہ شامی میں ہے اور آگے آئے گا۔ ت) یونہی اگر کہا تجھ پر طلاق ہے اس شرط پر کہ اُس کے بعد رجعت نہیں بلکہ یوں کہا کہ تجھ پر وہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہیں بلکہ یوں کہا کہ تجھ پر وہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہ ہوگی، تو ان سب صورتوں میں بلاخلاف رجعی ہونا چاہئے،

والسر فیہ ان الصور ھھنا ثلث العطف والشرط والوصف کقولہ انت طالق ولا رجعۃ لی علیک او انت طالق علی ان لا رجعۃ لی علیک او انت طالق طلقۃ

اس میں راز یہ ہے کہ یہاں تین صورتیں ہیں، ایک عطف، دوسری شرط، تیسری وصف۔ پہلی جیسے کہے "تجھے طلاق اور مجھے رجوع کا حق تجھ پر نہیں"، دوسری، جیسے کہے "تجھے طلاق اس شرط پر کہ مجھے

---

[۱] بحرالرائق باب الکنایات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۲۹۱

لا رجعة لی فیها علیك الاول کلام مستقل لا یغیر ما قبله فلا یتغیر عن حکمه الشرعی والثانی مغیر ویختلف النظر فیه فمن نظر الی انه تغیر لحکم الشرع الغاه واوقع الرجعی لان شرط الرجعی احق واوثق ومن شرط ما لیس فی کتاب اللہ فشرطه باطل وان شرط مائة شرط[1] کما ارشد الیه الحدیث الصحیح ومن ارجعه الی معنی الوصف اوقع به البائن فلم یجعله تغیرا بل تعبیرا کانه یقول ان مرادی طلاق لا رجعة لی فیه وانت تعلم ان الاول اظهر لکن ربما یؤید هذا لان الاعمال اولی من الاهمال واما الثالث فلا شبهة فیه عندنا لما مر انه اذا وصف الطلاق بضرب من الشدة والزیادة کان بائنا اما ما ذکرت انه ینبغی وقوع الرجعی بلا خلاف فیما اذا قال انت طالق طلقة لا ارجعك بعدها فالوجه فیه ان الطلاق الرجعی لا یستلزم الرجعة فلا ینافی عدمها انما ینافی عدم اختیارها فحل محل ابعاد وبهذا القدر لا یسلب منه خیار الرجعة فمن جهته احتمال هذا المعنی لم یکن نصا فی ارادة

رجوع کا حق نہیں"۔ تیسری، جیسے کہے "تجھے وہ طلاق جس میں مجھے تجھ پر رجوع کا حق نہیں" پہلی صورت میں عطف کی وجہ سے مستقل کلام ہے ماقبل کو تبدیل نہیں کرے گا اور ماقبل اپنے شرعی حکم سے متغیر نہ ہوگا، اور دوسری صورت میں شرط کی وجہ سے ماقبل کو متغیر کرے گا، اور اس میں وجہ مختلف ہے، جس نے یہ وجہ بنائی کہ ماقبل کے لئے مغیر ہے اور شرعی حکم متغیر کر رہا ہے، تو اس شرط کو لغو قرار دیا اور ماقبل کو رجعی قرار دیا، کیونکہ اس کو رجعی کی شرط بنانا زیادہ وزنی ہے اور یہ کہا کہ اللہ کے حکم کے خلاف شرط باطل ہے اگرچہ ایسی سو شرطیں بھی ہوں تو وہ باطل ہوں گی جیسا کہ حدیث صحیح میں ارشاد ہے۔ اور تیسری صورت وصف تو جس نے یہاں وصف قرار دیا انھوں نے کہا اس وصف کی وجہ سے طلاق بائنہ ہوگی، لہذا ان کے نزدیک یہ وصف پہلے بیان کی تبدیلی نہیں بلکہ یہ اس کی تعبیر ہے گویا اس نے کہا "طلاق سے میری مراد ایسی طلاق جس میں مجھے رجوع کا حق نہ ہو"۔ آپ جانتے ہیں کہ پہلی صورت واضح ہے، اور دوسری صورت میں شرط کو مؤثر ماننے کو ترجیح ہوگی کیونکہ کسی کلام کو عمل میں لانا اسے مہمل قرار دینے سے بہتر ہے، اور تیسری صورت میں کوئی شبہہ نہیں ہے کیونکہ جب طلاق کو کسی شدید اور زیادتی والے وصف سے موصوف کیا جائے تو وہ طلاق بائنہ ہو جاتی ہے، لیکن خاوند کے اس قول میں "تجھے طلاق وہ کہ میں تجھ سے رجوع نہ کروں گا" کے متعلق جو میں نے ذکر کیا ہے کہ اس میں بالاتفاق رجعی

---

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا اشترط فی شروط لا تحل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۰

البینونة فلم یکن بائنا بالشك، فاذا کان ھذا فی الوصف ففی الشرط اولی ھذا ما ظھر لی فلیراجع ولیحرر، واللہ تعالٰی اعلم۔

طلاق ہونی چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق رجعی کو رجوع لازم نہیں ہے بلکہ خاوند کی مرضی پر ہے، ہاں خاوند کا کہنا "میں رجوع نہ کروں گا" رجوع کے عمل کے خلاف ہے تو اس کا یہ کہنا رجوع سے بعید ہے منافی نہیں، لہذا صرف اس وجہ سے خاوند کو عملاً رجوع سے نہیں روکا جا سکتا، تو اس احتمال کی بنا پر مذکورہ الفاظ "بائنہ طلاق کے لئے نص نہ بن سکیں گے" تو اس شک کی وجہ سے طلاق بائنہ نہ ہوگی۔ جب وصف میں یہ گنجائش ہے تو شرط میں بطریق اولی گنجائش ہوگی، یہ وہ ہے جو مجھ پر عیاں ہوا، تاہم تحقیق کی طرف رجوع اور وضاحت کو اختیار کرنا چاہئے۔

مجھ[۲۷] سے پردہ کر،

کما تقدم عن الشامی وھو قولہ استتری منی۔

جیسا کہ شامی کا بیان گزرا اور وہ، تو مجھ سے پردہ کر۔ (ت)

اے[۲۸] حرام، تو حرام[۲۹] ہے، تو مجھ پر حرام[۳۰] ہے، میں[۳۱] نے تجھے حرام کیا، میں[۳۲] نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا، میں[۳۳] تجھ پر حرام ہوں، میں[۳۴] نے اپنے آپ کو تجھ پر حرام کیا، یہاں فقط میں حرام ہوں یا میں نے اپنے آپ کو حرام کیا کافی نہیں جب تک تجھ پر نہ کہے،

فی ردالمحتار قولہ حرام سیاتی وقوع البائن بہ بلا نیۃ فی زماننا للتعارف لا فرق فی ذلك بین محرمۃ وحرمتك سواء قال علی اولاء او حلال المسلمین علی حرام وکل حل علی حرام وانت معی فی الحرام وفی قولہ حرمت نفسی لابد ان یقول علیك[۱] اھ قلت وھو کذلك بھذہ الالفاظ متعارف عندنا بخلاف ما مر من قولہ حلال اللہ او المسلمین او کل حلال فبھذہ الثلثۃ لا یقع الطلاق

ردالمحتار میں ہے، خاوند کا کہنا "تو حرام ہے" عنقریب آئے گا کہ اس سے ہمارے زمانہ میں طلاق کے لئے عرف بن جانے کی وجہ سے بغیر نیت طلاق ہوجائے گی۔ اس میں محرمۃ یا حرمتك (حرام شدہ یا میں تجھے حرام کرتا ہوں) میں کوئی فرق نہیں، اور پھر "مجھ پر" کا لفظ کہے یا نہ کہے تو بھی کوئی فرق نہ ہوگا، اور خاوند کا کہنا، مسلمانوں کا حلال مجھ پر حرام، اور ہر حلال مجھ پر حرام، تو میرے ساتھ حرام میں ہے، ان میں کوئی فرق نہیں، تاہم حرمت نفسی (میں نے اپنا نفس حرام کیا) کے

---

[۱] ردالمحتار باب الکنایات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۶۴

الا بالنیۃ لعدم العرف فی زماننا۔ ساتھ علیک (تجھ پر) کہنا ضروری ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) اس لفظ میں ہمارے زمانے میں بھی یہی حکم ہے کہ بغیر نیت طلاق ہو جائے گی، لیکن "اللہ کا حلال یا مسلمانوں کا حلال اور ہر حلال مجھ پر حرام ہے" اس کے برخلاف ہے، ان تین الفاظ سے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی کیونکہ ہمارے زمانے میں یہ طلاق کے لئے معروف نہیں ہیں۔ (ت)

ہزار طلاق کے برابر ایک طلاق،

شامی عن البحر وفی واحدۃ کالف واحدۃ اتفاقا وان نوی الثلث[1]

شامی نے بحر سے نقل کیا "ہزار طلاق کے برابر ایک طلاق" میں اتفاق ہے کہ ایک ہی ہوگی اگرچہ وہ تین کی نیت کرے۔ (ت)

ان سب صورتوں میں بے حاجت نیت طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا۔

رجعی کے بعض الفاظ یہ ہیں

میں[1] نے تجھے طلاق دی، اے[2] مطلقہ بتشدید لام، اے[3] طلاق گرفتہ، اے[4] طلاق دی گئی، اے[5] طلاقن، اے[6] طلاق شدہ، اے[7] طلاق یافتہ، اے[8] طلاق کردہ،

فی الدر وانت طالق ومطلقۃ بالتشدید[2]۔

دُر میں ہے: "تو طلاق والی ہے یا طلاق دی ہوئی" بالتشدید۔ (ت)

اے[9] طلاق دادہ،

فی الخزانۃ ولو قال لہا ای طلاق دادہ یقع واحدۃ[3]۔

خزانہ میں ہے کہ اگر کہا "اے طلاق دی ہوئی" تو ایک طلاق واقع ہوگی (ت)

مگر اس عورت نے اگر اپنے پہلے شوہر سے طلاق پائی تھی بایں معنی اس نے یہ آٹھ الفاظ کہے تو طلاق نہ ہوگی،

فی الخانیۃ رجل قال لامرأتہ یا مطلقۃ وکان لہا زوج قبلہ وقد کان طلقہا ذلک

خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے بیوی کو کہا "اے طلاق دی ہوئی" جبکہ اس بیوی کو پہلے کسی خاوند نے طلاق

---

[1] رد المحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۴۹
[2] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۸
[3] خزانۃ المفتین فصل فی صریح الطلاق قلمی نسخہ ۱/۱۱۰

الزوج ان لم ینو بکلامه الاخبار طلقت وان قال عنیت به الاخبار دین فیما بینه وبین الله تعالٰی وھل یدین فی القضاء اختلفت الروایات فیه والصحیح انه یدین[1]۔

دی تھی، تو اگر خاوند نے پہلے واقعہ کی حکایت کی نیت نہ کی تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر اس نے کہا کہ میں نے پہلے واقعہ کی حکایت اور خبر دی ہے تو دیانۃً یعنی اللہ تعالٰی کے ہاں اس بات کو تسلیم کیا جائے گا، لیکن کیا قضاءً بھی اس کی بات تسلیم کی جائے گی یا نہیں، اس میں روایات کا اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ تصدیق کی جائے اور طلاق نہ ہونے کا فیصلہ دیا جائے گا۔ (ت)

میں[10] نے تجھے چھوڑ دیا،

فی الھندیة ترا بھشتم فھذا تفسیر قوله طلقتك عرفا حتی یکون رجعیا[2]۔

ہندیہ میں ہے، اگر کہا "میں نے تجھے چھوڑ دیا" تو عرف میں یہ "میں نے تجھے طلاق دی" کے معنی میں ہے حتی کہ اس سے رجعی طلاق ہوگی (ت)

میں[11] نے تجھے فارغ خطی یا فارکھتی[12] دی،

فانه بلسان کثیر من اھل الحرف الدنیة کالحائکین وغیرھم صریح فی الطلاق بل کثیر منھم لایعرف للطلاق لفظا غیر ھذا ومعلوم ان کلام کل حالف یحمل علی عرف[ع] خاصة ولایجب شیوع ذلك العرف فی الناس عامة کما صرح به المحقق حیث اطلق۔

تو یہ لفظ کسبی لوگوں کی زبان میں صریح طلاق کے معنی میں ہے بلکہ بہت سے لوگ اس کے علاوہ کوئی لفظ طلاق کے لئے سمجھتے ہی نہیں، اور یہ بات مسلمہ ہے حلف والے کی کلام کو اس کے خاص عرف پر محمول کیا جائے گا، اور اس عرف کا تمام لوگوں میں معروف ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس پر محقق ابن ہمام نے تصریح کی ہے (ت)

تجھے تیرے[13] شوہر نے طلاق دی، اس کا بھی وہی حکم ہے،

ع ھکذا فی الاصل بقلم الناسخ والصواب عندی علی عرفه۔ حامد رضا غفر له۔

ع اصل میں ناقل کے قلم سے اسی طرح ہے جبکہ میرے نزدیک علی عرفہ درست ہے۔ حامد رضا غفرلہٗ (ت)

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰۹

[2] فتاوٰی ہندیۃ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۹

فی الھندیۃ سئل بعضھم عن سکران قال لامرأتہ ؎

ای سرخ لبک بماہ ماند رویت
کہ بانوی من طلاق دادہ شویت

قال ینظر ان کانت المرأۃ ثیبا وکان قبل ھذا لھا زوج طلقھا ثم تزوجھا ھذا فانہ لایقع الطلاق بھذا اللفظ ان لم تکن لہ نیۃ الطلاق وان لم یکن لہ قبل ھذا زوج یقع الطلاق نوی او لم ینو کذا فی التتارخانیۃ[1]

ہندیہ میں ہے کہ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ جب کوئی شخص نشے میں اپنی بیوی کو یوں کہے:

"اے سرخ رخسار چاند جیسے چہرے والی میری بانو! تجھے طلاق دی گئی"

تو اُنھوں نے جواب دیا کہ دیکھا جائے گا کہ اگر بیوی پہلے کسی خاوند سے مطلقہ اور مدخولہ ہے اور بعد میں اس سے نکاح کیا، تو پھر اس لفظ سے طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو، اور اگر وہ بیوی کسی سے مطلقہ نہ ہوئی تھی تو نیت کی یا نہ کی ہر طرح طلاق ہوجائے گی، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

تجھ پر[15] طلاق،

فانہ من اصرح صریح فی زماننا وعرفنا فلایرد ما فی البحر وذلک مثل قول الدر علی الطلاق یقع بلا نیۃ للعرف قال الشامی ولا ینافی ذلک ما یاتی من انہ لو قال طلاقک علی لم یقع لان ذاک عند عدم غلبۃ العرف[2] الخ۔

تو یہ صریح طلاق سے بھی زیادہ واضح طلاق ہے ہمارے زمانہ اور عُرف میں، لہذا بحر کا بیان یہاں اعتراض کے طور پر وارد نہ ہوگا اور جیسا کہ دُرر کا قول کہ "مجھ پر طلاق ہے" کہا تو بغیر نیت بھی طلاق ہوجائے گی کیونکہ یہ عرف میں طلاق ہے، تو اس پر علامہ شامی نے فرمایا: دُرر کی یہ بات آئندہ آنے والی اس بات کے منافی نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ "مجھ پر طلاق" کہنے پر طلاق نہ ہوگی، یہ اس لئے کہ یہ وہاں ہے جہاں یہ لفظ طلاق کے لئے عُرفِ غالب نہ ہو الخ (ت)

طلاق[16] ہوجا،

فی الدرر یدخل طلاق باش بلا فرق بین

دُرر میں ہے کہ اگر کہا "طلاق ہو" یہ بھی صریح طلاق

---

[1] فتاوی ہندیہ فصل فیمن یقع طلاقہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۵۴
[2] ردالمحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۳۲

عالم وجاہل[1]

کے حکم میں داخل ہے خواہ عالم کہے یا جاہل کہے کوئی فرق نہیں۔ (ت)

تو طلاق[17] ہے، تو طلاق[18] ہوگئی،

فی الدر وفی انت الطلاق او طلاق یقع واحدۃ رجعیۃ ان لم ینو شیئا او نوی واحدۃ او ثنتین فان نوی ثلاثا فثلث[2]

درمیں ہے: اگر کہا "تو طلاق ہے" تو ایک رجعی طلاق ہوگی خواہ کوئی نیت نہ ہو یا ایک یا دو کی نیت کی ہو، اور اگر تین طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہا تو تین طلاقیں ہوں گی۔ (ت)

طلاق[19] لے،

فی ردالمحتار خذی طلاقك فقالت اخذت فقد صح الوقوع به بلا اشتراط نیۃ کما فی الفتح وکذا لایشترط قولها اخذت کما فی البحر[3]

ردالمحتار میں ہے: اگر کہا "اپنی طلاق لے" جواب میں بیوی نے کہا "میں نے لی" تو نیت کے بغیر بھی طلاق ہوگی، صحیح یہی ہے، جیسا کہ فتح میں ہے، اور اس میں عورت کا جواب میں "میں نے لی" کہنا بھی شرط نہیں ہے، جیسا کہ بحر میں ہے (ت)

وہ باہر جاتی تھی کہا طلاق[20] لئے جا،

فی الخانیۃ واذا جرت الخصومۃ بینها وبین زوجها فقامت لتخرج فقال (الزوج سہ طلاق باخویشتن طلاق بر) فقال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالٰی ان نوی الایقاع یقع فان لم تکن له نیۃ فکذلك لانه ایقاع ظاهرا[4]۔

خانیہ میں ہے: اگر خاوند بیوی میں جھگڑا ہوا اور بیوی اُٹھ کر باہر جانے لگی تو خاوند نے کہا "اپنے ہمراہ تین طلاقیں لے جا" اس پر شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر خاوند نے طلاق واقع کرنے کی نیت سے کہا تو طلاق ہوجائے گی اور نیت نہ ہو تو بھی طلاق ہوجائیگی کیونکہ اس کلام کا ظاہر طلاق ہے۔ (ت)

---

[1] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۱۸
[2] ایضاً
[3] ردالمحتار — باب الصریح — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۳۰
[4] فتاوٰی قاضی خاں — کتاب الطلاق — نولکشور لکھنؤ — ۲/۲۱۲

۲۱ اپنی طلاق اٹھا اور روانہ ہو،

فی الھندیۃ عن الخلاصۃ ولو قال لھا سر طلاق خود بردار ورفتی یقع بدون النیۃ۔[1]

ہندیہ میں خلاصہ سے منقول ہے، اگر کہا "تو اپ طلاق اٹھا اور جا" تو بغیر نیت بھی طلاق ہو جائے گی۔ (ت)

۲۲ میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی،

فی الخزانۃ عن الخلاصۃ ولو قال سہ طلاق بکرانۂ چادر تو بربستم برو تطلق۔[2]

خزانہ میں خلاصہ سے منقول ہے: اگر کہا "میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی جا" تو طلاق ہوگی (ت)

۲۳ جا تجھ پر طلاق (اور اگر صرف جا بنیتِ طلاق کہتا تو بائن تھی)

فی الخیریۃ سئل فی رجل قال لزوجتہ روحی طالق ھل تطلق طلاقا رجعیا ام بائنا واذا قلتم تطلق رجعیا فما الفرق بینہ وبین ما اذا اقتصر علی قولہ روحی ناویا بہ طلاقا حیث افتیتم بانہ بائن اجاب بانہ فی قولہ روحی طالق معناہ روحی بصفۃ الطلاق فوقع بالصریح بخلاف روحی فان وقوعہ بلفظ الکنایۃ۔[3]

خیریہ میں ہے: ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا "جا تجھ پر طلاق ہے" تو کیا یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ ہوگی۔ اگر آپ کہیں کہ یہ رجعی ہوگی تو پھر صرف "جا" کہنے میں اور اس میں کیا فرق ہے جبکہ طلاق کی نیت سے صرف "جا" کہا تو آپ کا فتوٰی ہے کہ یہ طلاق بائنہ ہے۔ تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ "جا تجھ پر طلاق" کا مطلب یہ ہے کہ تو طلاق کی صفت سے موصوف ہو کر جا، تو یہ صریح طلاق ہے اس لئے رجعی ہوگی، اس کے برخلاف اگر صرف "جا" کہا تو صریح نہیں بلکہ کنایہ ہے اس لئے یہ بائنہ ہوگی۔ (ت)

۲۴ تجھے طلاق یا طلاق تجھ کو،

فی الھندیۃ عن خزانۃ المفتین ولو قال

ہندیہ میں خزانۃ المفتین سے منقول ہے "تجھے طلاق

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۲

[2] خزانۃ المفتین فصل فی صریح الطلاق قلمی نسخہ ۱/ ۲۰۸

[3] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق بولاق مصر ۱/ ۱۱

لها تراطلاق او طلاق تراقفهی طلاق ولا فرق بین التقدیم و التاخیر[1]

یا طلاق تجھے" تو اس تقدیم و تاخیر میں کوئی فرق نہیں ہر طرح یہ طلاق ہو جائے گی (ت)

یوں ہی وہ الفاظ جو کچی زبان والے کہتے ہیں، مثلاً تلاق[۲۴]، تلاک[۲۷]، تلاغ[۲۸]، تلاکھ[۲۹] تلاخ[۳۰]، تلاک[۳۱]، تلاخ[۳۲] ھٰذا ان بتشدید اللام (یہ دونوں الفاظ لام مشدد کے ساتھ بھی ہیں۔ ت) بلکہ توتلے کی زبان سے تلاث وعلی ھٰذا القیاس، وکله ظاهر، فی الطحطاوی ذکر فی البحر ان الالفاظ المصحفة خمسة وهی تلاق و تلاغ و طلاك وطلاغ و تلاك زاد فی النهر تلاع و تلال وینبغی ان یقال ان الفاء اما طاء او تاء واللام اما قاف اوعین اوغین اوکاف اولام واثنان فی خمسة بعشرة الصریح منها الطاء مع القاف وماعدا ذٰلك مصحف[۲] اھ اقول و ذکر فی الخلاصة رجل قال لامرأته تراتلاق ھٰھنا خمسة الفاظ وعد منها طلاغ و تلاك عن الامام ابی بکر محمد بن الفضل انه یقع و ان تعمد وقصد ان لا یقع[۳] قضاء ویصدق دیانة۔

اسی پر قیاس ہے اور سب ظاہر ہے۔ طحطاوی میں ہے کہ بحر میں ہے کہ تبدیل شدہ الفاظ پانچ ہیں: تلاق، تلاغ، طلاک، طلاغ، تلاک۔ اور نہر میں تلاع اور تلال کو بھی شامل کیا ہے۔ تو یہاں یہ بیان مناسب ہوگا، ان الفاظ میں پہلا حرف (فا کلمہ) ت یا ط ہے اور آخری حرف (لام کلمہ) ق، ع، غ، ك یا ل ہے تو یوں پہلے حرف کے دو احتمال کو آخری حرف کے پانچ احتمالات میں ضرب سے کل دس صورتیں (الفاظ) ہوئیں ان میں سے ط اور ق کے ساتھ لفظ طلاق میں صریح ہے، اور اس کے علاوہ باقی تمام تبدیل شدہ ہیں اھ — اقول (میں کہتا ہوں کہ) خلاصہ میں یوں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے بیوی کو کہا تجھے تلاق ہے، یہاں پانچ الفاظ ہیں، ان میں انھوں نے طلاغ اور تلاک کو شمار کیا ہے، اور کہا کہ امام ابوبکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ ان

---

[۱] ھٰھنا سقط والعبارة فی الخلاصة ھکذا ولا یصدق قضاء ۱۲ حامد رضا غفرله۔

[۱] یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے خلاصہ میں عبارت اس طرح ہے قضاء تصدیق نہ کی جائے ۱۲ حامد رضا غفرلہ (ت)

---

[۱] فتاوی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۴

[۲] طحطاوی علی الدر المختار باب الصریح دار المعرفة بیروت ۲/ ۱۱۲

[۳] خلاصة الفتاوی کتاب الطلاق جنس آخر فی الفاظ الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۸۳

الفاظ سے طلاق واقع ہوگی، اور اگر وُہ قاضی کے ہاں کہے کہ میں نے ان الفاظ سے یہ قصد کیا ہے کہ طلاق وا
نہ ہو تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا، لیکن دیانۃً تصدیق کی جائے گی۔ (ت)
کسی نے کہا تیری عورت پر طلاق ہے کہا ہاں یا کیوں نہیں،

فی الدر ولو قیل له طلقت امرأتك فقال نعم او بلٰی بالهجاء طلقت بحر۔[1]

درمیں ہے، اگر کسی نے خاوند سے پُوچھا "تُو نے
کو طلاق دی ہے" تو اس نے جواب میں کہا "ہا
یا "کیوں نہیں" کے ہجے کرتے ہُوئے، تو طلا
ہو جائے گی، بحر۔ (ت)

مگر جب ایسی سخت آواز ایسے لہجہ سے کہا جس سے انکار و عدمِ اقرار سمجھا جائے یہ فائدہ اکثر جگہ قابلِ لحاظ ہے ف
الخانیة والخزانة وغیرهما (خانیہ اور خزانہ وغیرھما میں ہے۔ ت) یا کہا تیری عورت پر طلاق نہیں
کہا کیوں نہیں (اور اگر کہے نہ یا ہاں تو طلاق نہ ہوگی)

اما الاول فانه صریح فی الانکار، اما الآخر ففیه احتمالان اثبات النفی و اثبات المنفی ای الطلاق فلا یقع بالشك، اقول ولا یرد ما فی الفتح من عدم الفرق بین نعم وبلٰی لانه مبناه علی العرف کما قال صاحب الفتح والذی ینبغی عدم الفرق فان اهل العرف لا یفرقون بل یفهمون منهما ایجاب المنفی[2] اھ اما فی عرفنا فمعناه کما قلت فی رد المحتار عن البحر ان موجب نعم تصدیق

ان میں پہلا لفظ (نہ) صریح انکار ہے، اور دو
(ہاں) تو اس میں کئی احتمالات ہیں، نفی کا اثبا
یا منفی یعنی طلاق کا اثبات، تو ایسی صورت میں شک
ہوا تو طلاق نہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہُوں) فتح
یہاں "ہاں" اور "کیوں نہیں" میں عدم فرق
ذکر کرنا قابلِ اعتراض نہیں کیونکہ ان کے اس ب
کا مبنٰی عُرف پر ہے جیسا کہ صاحبِ فتح نے خود بیان
کہ اور مناسب یہی ہے کہ ان دونوں میں فرق نہ ہو
عُرف والے ان میں فرق نہیں کرتے بلکہ وُہ دونوں
منفی کا اثبات سمجھتے ہیں اھ، لیکن ہمارے عُرف
ان دونوں میں فرق ہے، جیسا کہ میں نے کہا ہے
ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ نعم (ہاں

---

[1] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۱۸
[2] ردالمحتار بحوالہ فتح القدیر — " " " — ۲/۱۳

ماقبلها من کلام منفی او مثبت استفهامًا کان اوخبرا، وموجب بلی ایجاب ما بعد النفی استفهامًا کان اوخبرا الا ان المعتبر فی احکام الشرع العرف حتی یقام کل واحد منهما مقام الاٰخر[1] اھ۔

استعمال پہلی کلام کی تصدیق کے لئے ہوتا ہے خواہ وُہ مثبت ہو منفی استفہامی ہو یا خبر ہو، اور بلٰی (کیوں نہیں) کا استعمال پہلی کلام میں نفی کا اثبات کرنے کے لئے ہوتا ہے خواہ وُہ نفی استفہام میں ہو یا خبر میں، مگر احکامِ شرع میں بہرحال عرف کا اعتبار ہے، حتی کہ عرف میں ایک دوسرے کی جگہ استعمال مراد لیا جاتا ہے اھ (ت)

تجھے طلاق[۳۷] ہے اور مجھے اختیارِ رجعت نہیں،

فی الشامی عن الخیریة عن الصیرفیة انت طالق ولا رجعة لی علیك فرجعیة[2]

فتاوی شامی میں خیریہ سے اور انھوں نے صیرفیہ سے نقل کیا کہ اگر خاوند نے کہا "تجھے طلاق اور مجھے رجوع کا حق نہیں ہے" تو ایک رجعی طلاق ہوگی (ت)

تجھ پر طلاق[۳۸] ہے نہ پھیرے تجھے کوئی قاضی نہ حاکم نہ عالم،

فی الخیریة سئل فی رجل قال لزوجته انت طالق لایردك قاض ولا وال ولا عالم هل یکون بائنا ام رجعیا اجاب هو رجعی ولا یملك اخراجه عن موضوعه الشرعی بذٰلك[3]

خیریہ میں ہے: سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "تجھے طلاق ہے تجھے کوئی قاضی، کوئی حاکم یا عالم واپس نہ کرسکے"، تو کیا اس صورت میں طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ رجعی ہوگی، اور اس کے کہنے سے شرعی ضابطہ ختم نہ ہوگا (ت)

تو مذہب[۳۹] یہود یا نصاری یا چاروں[۴۰] مذہب یا سب مذاہب[۴۱] مسلمین پر مطلقہ،

فی الخیریة قال فی منح الغفار اقول وقد کثر فی زماننا قول الرجل انت طالق علی الاربعة مذاهب یرید بذٰلك ان الطلاق یقع علیها

خیریہ میں ہے: منح الغفار میں کہا "میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ میں خاوند کا قول تجھے چاروں مذہب طلاق" تو اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مذاہب پر متفقہ طلاق ہے، تو ایسی صورت میں یقیناً طلاق

---

[1] رد المحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۵۳
[2] " " " " " ۲/۴۵۱
[3] فتاوی خیریہ کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۶

باتفاقهم وینبغی الجزم بوقوعه قضاءً ودیانة کما لا یخفی اھ اقول ولا شبهة فی کونه رجعیا لا بائنا لما قدمنا[1]، سئل عن رجل قال لزوجته انت طالق علی مذهب الیهود و النصاری، وعن رجل قال لزوجته انت طالق علی سائر مذاهب المسلمین اجاب فیهما بانه طلاق رجعی[2]

ہوجائے گی قضاءً بھی اور دیانۃً بھی، جیسا کہ واضح ہے اھ، اقول (میں کہتا ہوں) یہ طلاق بلاشبہہ رجعی ہوگی بائنہ نہ ہوگی، جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے[1]، نیز ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا تجھے یہودی اور نصرانی مذہب پر طلاق، دوسرے نے کہا تجھے مسلمانوں کے تمام مذاہب پر طلاق، تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی۔ (ت)

جا تجھے طلاق ہے ہوئروں یا یہودیوں کو حلال اور مجھ پر حرام ہو،

فی الخیریة سئل فی رجل قال لزوجته روحی طالق تحلی للیهود و تحرمی علی وعمن قال لزوجته روحی طالق تحلی للخنازیر و تحرمی علی، اجاب بانه رجعی لان قوله روحی طالق صریح فیه، وقوله تحلی للیهود وللخنازیر لغو لانه خلاف المشروع وهو لا یملکه، و قوله وتحرمی ای حرمة تحصل بانقضاء العدة اذ هو ثابت شرعا بصریح الطلاق بعد الدخول[3]

خیریہ میں ہے ان سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "جا طلاق ہے تو یہودیوں کے لئے حلال، اور مجھ پر حرام" اور یوں ایک دوسرے نے بیوی کو کہا "جا طلاق ہے تو خنزیروں کے لئے حلال اور مجھ پر حرام ہے" تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی، کیونکہ "جا طلاق ہے" صریح طلاق ہے، اور اس کا یہ کہنا تو یہودیوں یا خنزیروں کے لئے حلال ہے" لغو بات ہے اور خلافِ شرع ہے جس کا اسے اختیار نہیں، اور اس کا یہ کہنا کہ "تو مجھ پر حرام ہے" سے مراد وہ حرمت ہے جو عدت گزرنے کے بعد ہوتی ہے جیسا کہ شریعت میں مدخولہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد حرمت ہوتی ہے (ت)

مگر یہ اُس وقت جبکہ اس لفظ سے کہ "مجھ پر حرام ہو" طلاق کی نیت نہ کی ورنہ دو بائن پڑیں گی،

فی الشامی نعم لو قصد بقوله وتحرمی

فتاوٰی شامی میں ہے ہاں اگر اُس نے "تو مجھ پر

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۴۶
[2] " " " ۱/ ۴۷
[3] " " " ۱/ ۵۰

علی ایقاع الطلاق وقع به اخری بائنة اھ[1] اقول ولا یردان تحریمها او تحریم نفسه علیها طلاق بلا نیة کما تقدم لان هذا مضارع ظاهر فی الاستقبال کقوله طلاق کنم او تکونیت مطلقة فافهم۔

حرام ہے" سے نئی طلاق واقع کرنے کا ارادہ کیا ہو تو یہ دوسری طلاق بائنہ ہوگی اھ، اقول (میں کہتا ہوں) یہاں یہ اعتراض ہوگا کہ پہلے گزرا ہے کہ بیوی کو اپنے لئے یا اپنے آپ کو بیوی پر حرام کرنا، بغیر نیت بھی طلاق ہوگی جبکہ یہاں یہ کہنا کہ نئی طلاق کی نیت سے مجھ پر حرام ہے" کہا تو نیت سے طلاق، تو دونوں بیان آپس میں مختلف ہیں، تو جواب یہ ہے کہ یہاں "تحریمی" (تو مجھ پر حرام ہوگی) ظاہر طور پر یہ استقبال، ہے، جیسا کہ میں طلاق دوں گا یا تو طلاق والی ہوگی، کا حکم ہے، غور کرو۔ (ت)

تو مطلقہ[2] اور بائنہ یا مطلقہ[3] پھر بائنہ ہے،

فی الدر ولو عطف فقال و بائن او ثم بائن ولم ینو شیئا فرجعیة۔[4]

درمیں ہے: اگر عطف کیا تو یوں کہا انت طالق وبائن، یا یوں کہا انت طالق ثم بائن، اور لفظ بائن سے کوئی نئی طلاق مراد نہ لی تو ایک ہی رجعی طلاق ہوگی (ت)

مگر جبکہ ہر لفظ سے جدا طلاق کی نیت کی ہو تو دو بائنہ ہیں،

فی رد المحتار ومفهوم التقیید بعدم النیة انه لو نوی تکریر الایقاع مع الحروف الثلثة او نوی بالبائن الثلاث انه یقع ما نوی۔[5]

ردالمحتار میں ہے: نیت نہ ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس نے نئی طلاق کی نیت سے تینوں حرف کہے ہوں اور تین طلاقوں کی نیت سے یہ تکرار کیا یا بائن سے تین کی نیت کی ہو، جو بھی نیت کی ہوگی وہ واقع ہوگی (ت)

درت[6] کے بیٹے کو دیکھ کر کہا اے طلاق کے جنے، اے مادر[7] طلاقہ،

---

[1] ھکذا فی الاصل ولعله نسخه الناسخ عندی صوابه ای مادرت شش طلاقه کما جیئ عن الهندیة ۱۲ فقیر حامد رضا قادری

[2] اصل (قلمی نسخہ) میں ایسے ہی ہے اور ممکن ہے یہ ناقل کی غلطی ہو، میرے خیال میں درست یوں ہے اے مادرت شش طلاقہ، جیسا کہ ہندیہ سے آئیگا ۱۲ فقیر حامد رضا قادری

[1] ردالمحتار	باب الصریح	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲/۴۵۱
[2] درمختار	"	مطبع مجتبائی دہلی	۱/۲۲۲
[3] ردالمحتار	"	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲/۴۵۰

فی الھندیۃ عن الظھیریۃ رجل من عادتہ ان یقول اذا رأی صبیا ای مادرت شش طلاقہ فسکر من الخمر فاتاہ ابنہ فظنہ صبیا اجنبیا فقال رو لے مادرت شش طلاقہ ولم یعلم انہ ابنہ طلقت امرأتہ ثلثا[1] اھ۔

ہندیہ میں ظہیریہ سے ہے کہ ایک شخص کی عادت کہ وُہ جب کسی بچّے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے "اے تیری ماں چھ طلاق والی" تو اس کو شراب کا نشہ اس حالت میں اس کا اپنا بیٹا آیا تو اس نے نشے میں سمجھا کہ کوئی اجنبی بچّہ ہے تو اس نے اس کو جا "اے تیری ماں چھ طلاق والی" کہہ دیا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہوجائیں گی اھ (ت)

اقول (اس میں بھی وہی تفصیل چاہیئے جو لفظ مطلقہ وغیرہ میں گزری کما لا یخفی (جیسا مخفی نہیں۔ ت) تجھ پر پوری[48] یا آدھی[49] یا تہائی[50] وغیرہ تجھ پر طلاق کا ہزارواں حصہ[51]،

فی الدر وجزء الطلقۃ ولو من الف جزء تطلیقۃ لعدم التجزی[2]

درمیں ہے: طلاق کی جزء خواہ ہزارویں جزء، ایک ہی طلاق ہوگی، کیونکہ طلاق کے اجزاء نہیں ہوسکتے

تجھ پر کم[52] درجہ کی طلاق،

فی الخانیۃ ولو قال اقل الطلاق یقع واحدۃ[3]

خانیہ میں ہے اگر کہا کم از کم طلاق تو ایک ہی ہوگی۔ (ت)

تیرے[53] نصف پر طلاق، تیرے[54] چوتھائی پر طلاق، تیرے[55] ہزارویں ٹکڑے پر طلاق، تیری[56] روح پر طلاق تیری جان[57] پر طلاق، تیری ناک[58] پر طلاق (اور اگر انف یا بینی پر کہے یا عربی فارسی میں انفک طالق بر بینی تو طلاق (تیری ناک پر طلاق۔ ت) کہے تو کچھ نہیں، برعکس اس کے اگر عربی میں عنقک طالق یا فرجک طالق (تیری گردن کو طلاق یا تیری شرمگاہ کو طلاق۔ ت) کہے، طلاق ہوجائے گی، اور اُردو میں تیری عنق یا گردن یا فرج پر طلاق کہے تو کچھ نہیں جبکہ لفظ فرج یا اس کا اور مرادف بولے جس سے عرفِ ہند میں کل عورت مراد نہ لیتے ہوں اگرچہ خاص اُردو ہی کا لفظ ہو، وجہ یہ ہے کہ یہاں خاص وُہ لفظ ہونا چاہیئے جس سے اُس زبان میں انسان کی ذات کو تعبیر کرتے ہوں، عربی میں عنق و فرج ایسے ہی ہیں اور ہماری زبان میں عنق و گردن و خاص لفظ فرج، انف و بینی وغیرہ ایسے نہیں، اور ہمارے یہاں کا یہ عام محاور

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵

[2] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹

[3] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/۲۸

کہ فلاں شخص شہر بھر کی ناک ہے، خاندان کی ناک ہے، عورت موم کی ناک ہے، تو ظاہر اس میں طلاق ہو جانا چاہئے۔ اسی طرح فرج کا وہ نام جس سے کل عورت مراد لیتے ہوں،

فی الدر واذا اضاف الطلاق الیہا او الی ما یعبر بہ عنہا کالرقبۃ والعنق والروح والبدن والجسد (الاطراف داخلۃ فی الجسد دون البدن) والفرج والوجہ والراس و وکذا الاست بخلاف البضع والدبر والدم علی المختار خلاصۃ او اضافہ الی جزء شائع منہا کنصفہا وثلثہا الی عشرہا (وکذا لو اضافہ الی جزء من الف جزء منہا کما فی الخانیۃ) وقع لعدم تجزیہ اھ[1] مزیدا من رد المحتار وفیہ ایضا کما لا یقع لو اضافہ الی الانف۔[2]

درمختار میں ہے کہ جب طلاق کو بیوی کی طرف یا اس کے ایسے حصہ کی طرف منسوب کرے جس سے بیوی کی شخصیت مراد لی جاتی ہو، مثلاً گردن، رقبہ، روح، بدن، جسم (ہاتھ اور پاؤں جسد کا حصہ ہیں بدن کا حصہ نہیں ہیں) شرمگاہ، چہرہ، سر اور اسی طرح سرین، تو بیوی کو طلاق ہوگی، مگر بضع، دبر اور خون کی طرف نسبت کی طلاق نہ ہوگی۔ خلاصہ میں اس کو مختار قرار دیا ہے، اور یونہی اگر طلاق کو بیوی کے غیر معین حصہ مثلاً نصف، ثلث تا دسویں حصہ کی طرف منسوب کیا اور اگر معین حصہ خواہ کتنا ہو مثلاً ہزارواں حصہ تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ طلاق کے اجزاء نہیں ہیں، جیسا کہ خانیہ میں ہے اھ رد المحتار میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ناک کی طرف طلاق کی نسبت، مثلاً تیری ناک کو طلاق، تو طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

کسی[61] سے اپنی عورت کی نسبت کہا اُسے اُس کی طلاق کی خبر دے یا مژدہ[62] دے یا اُس کی طلاق کی خبر اُس کے پاس لے جا یا اُسے خبر[63] دے یا اُسے لکھ[64] بھیج یا اُس[65] سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے یا اُس[66] کے لئے اُس کی طلاق کی سند یا یادداشت[67] لکھ دے ابھی طلاق ہوگئی اگرچہ یہ اُس سے نہ کہے نہ لکھے، اور یوں کہا کہ اُس سے کہہ کہ تو مطلقہ ہے تو جب جا کر کہے گا اُس وقت پڑے گی ورنہ نہیں،

فی الخانیۃ رجل قال لغیرہ اخبر امرأتی بطلاقہا او احمل الیہا طلاقہا او اخبرہا انہا طالق

خانیہ میں ہے، اگر دوسرے شخص کو کہا، میری بیوی کو اُس کی طلاق کی خبر دے، یا اُس کی طلاق اس کی طرف لے جا، اسکو خبر دے دو یا کہدو کہ وہ طلاق والی ہے،

---

[1] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۱۹
رد المحتار — 〃 — 〃 〃 〃 — ۲/۴۳۶
[2] درمختار — 〃 — 〃 〃 〃 — ۱/۲۱۹

او قل لہا انہا طالق طلقت للحال ولا یتوقف علی وصول الخبر الیہا ولا علی قول المامور ذٰلک، ولو قال قل لہا انت طالق لا یقع الطلاق ما لم یقل لہا المامور ذٰلک، ولو قال اکتب لہا طلاقہا ینبغی ان یقع الطلاق للحال کما لو قال احمل الیہا طلاقہا، وکما لو قال اکتب الی امرأتی انہا طالق[1] وخالف العقود فی مسئلۃ قل لہا ھی کذا فجعلہ توکیلا فراجع[2]۔

تو ان صورتوں میں اسی وقت طلاق ہو جائے گی اور بیوی کو خبر پہنچنے یا اس شخص کے بیوی کو کہہ دینے پر موقوف نہ ہوگی، اور اگر یوں کہا کہ تو اس کو کہہ دے کہ تو طلاق والی ہے تو اس صورت میں اس وقت تک طلاق نہ ہوگی جب تک وہ شخص بیوی کو یہ بات کہہ نہ دے، اور اگر دوسرے کو کہا کہ تو میری بیوی کو طلاق لکھ دے، تو اسی وقت طلاق ہوگی جس طرح کہ کہا "اس کو طلاق پہنچا دے" یا جس طرح کہا "تو میری بیوی کی طرف لکھ دے کہ اس کو طلاق ہے" اور عقود دریہ نے "بیوی کو کہہ دے کہ اس کو طلاق ہے" کے مسئلہ میں مخالف قول کیا ہے اور کہا کہ یہ خاوند کی طرف سے دوسرے شخص کو وکیل بنانا ہے، تو عقود دریہ کی طرف تحقیق کے لئے رجوع کرنا چاہیئے۔ (ت)

عہ عبارۃ العقود ھکذا سئل فی رجل قال لآخر قل لامرأتی تکون طالقۃ بالثلث ولم یقل لہا الآخر شیئا فہل لا تطلق ما لم یقل لہا الجواب نعم لانہ توکیل کما صرح بہ فی البزازیۃ فی نوع فی الفاظہ[1] اھ وکنت کتبت علی ہامشۃ مانصہ، اقول المضارع

عقود کی عبارت یوں ہے: اس شخص کے متعلق سوال ہوا جس نے دوسرے کو کہا "تو میری بیوی سے کہہ دے کہ تو تین طلاق والی ہے" اور جبکہ دوسرے شخص نے یہ بات اس کی بیوی کو نہ کہی ہو تو کیا طلاق نہ ہوگی جب تک وہ شخص بیوی کو یہ بات نہ کہہ دے، اس سوال کے جواب میں فرمایا ہاں (نہ ہوگی) کیونکہ وکالت ہے جیسا کہ بزازیہ میں اس کی تصریح "طلاق کے الفاظ کے اقسام" میں ہے اھ۔ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا، جو یہ ہے، اقول (میں کہتا ہوں) مضارع

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] فتاوی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱۰

[2] العقود الدریۃ کتاب الطلاق حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/۴۱

۶۸ میں تجھے طلاق دیتا ہوں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

انما یعمل اذا غلب للحال ح ، هو کقوله قل لها هی طالق و صرح فی الخانیة انها تطلق بذلك فی الحال بخلاف قوله قل لها انت طالق فلا تطلق مالم یقل راجع وحرر وان کانت المسئلة (اعنی مسئلة العقود) قل لامرأتی تکوی طالقة (بزیادة الیاء وحذف النون کما هو لغة شائعة لاسیما فی العوام حتی تکون الصیغة للخطاب) فالجواب صحیح بلا ریب وموافق لما فی الخانیة فلتراجع البزازیة اھ ثم من المولی سبحٰنه وتعالٰی بالبزازیة فاتضح ان الامر کما فهمت وان (تکون) تصحیف من (تکونی) فان عبارة البزازیة هکذا قال لها قولی انا طالق فقالت وقع وان لم یقل لا بخلاف مالو قال لاٰخر قل لامرأتی

کا صیغہ طلاق میں تب عمل کرے گا جب اس سے غالب طور پر حال مراد ہو، تو ایسی صورت میں اس کا حکم ایسا ہوگا جیسے خاوند دوسرے کو کہے کہ بیوی کو کہہ دو اس کو طلاق ہے، اور خانیہ میں تصریح ہے کہ اس سے اسی وقت طلاق ہوگی، بخلاف جب کہے "بیوی کو تو کہہ دے کہ تجھے طلاق ہے" تو طلاق نہ ہوگی جب تک وہ نہ کہہ دے اس کی طرف رجوع کرکے دیکھو، اور اگر یہ عقود کا مسئلہ، یوں ہو کہ، دوسرے کو خاوند کہے، کہ، تو میری بیوی سے کہہ دے" تو طلاق والی ہو جا" (تکون میں نون کا حذف اور یا کا اضافہ کرکے کہے جیسا کہ یہ عام طور پر خصوصًا عوام میں مشہور ہے، تو یہ بصیغہ امر خطاب ہوگا) تو عقود کا یہ جواب بلا شک و شبہہ درست ہوگا، اور خانیہ کے بیان کے موافق ہوگا تو بزازیہ کی عبارت پر غور کرو اھ، پھر اللہ تعالٰی نے احسان فرما کر بزازیہ کا مسئلہ واضح کر دیا کہ معاملہ وہی ہے جو میں نے ذکر کیا اور سمجھا کہ تکونی کی تبدیلی میں تکون ہو گیا، کیونکہ بزازیہ کی عبارت یوں ہے خاوند نے بیوی کو کہا، تو کہہ میں طلاق والی ہوں، اگر بیوی نے یہ کہہ دیا تو طلاق ہو جائے گی ورنہ اگر خاوند نے نہ کہا تو طلاق نہ ہوگی، اس کے برخلاف جب خاوند نے دوسرے شخص کو کہا کہ تو میری بیوی سے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

فی الھندیۃ وفی المحیط لوقال بالعربیۃ اطلق لایکون طلاقا الا اذا غلب استعمالہ للحال فیکون طلاقا[1]، وفیہا عن الخلاصۃ قالت طلاق بدست تست مرا طلاق کن فقال الزوج طلاق میکنم طلاق میکنم وکرر ثلثا طلقت ثلثا بخلاف قولہ کنم لانہ استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیک[2]

ہندیہ میں ہے، اور محیط میں ہے اگر عربی میں مضارع متکلم (اطلق) کہا تو طلاق نہ ہوگی، مگر جب یہ لفظ غالب طور پر حال کے لئے استعمال ہوتا ہو تو طلاق ہوجائے گی، اور ہندیہ میں خلاصہ سے منقول ہے کہ بیوی نے خاوند کو کہا" طلاق تیرے اختیار میں ہے مجھے طلاق کردے" تو خاوند نے اگر جواب میں یہ کہا" میں طلاق کررہا ہوں طلاق کررہا ہوں" تین مرتبہ تکرار کیا تو تین طلاقیں ہوں گی، اس کے برخلاف اگر یوں کہے" میں کروں گا" تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ استقبال ہے لہذا شک ہوگا اور طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

میں[69] تجھے چھوڑتا ہوں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

انہا طالق حیث تطلق قال الرجل ام لا اصلہ ما ذکر فی الاصل قال لآخر اخبرہا بطلاقہا او بشرہا او احمل الیہا طلاقہا یقع اخبر امر لا، ولو قال لآخر قل لہا انت طالق لا تطلق مالم یقل لانہ توکیل[3] اھ فہو کما تری مطابق لما فی الخانیۃ ومختص بصورۃ الخطاب۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ۱۲ منہ۔

کہہ دے کہ" وہ طلاق والی ہے" تو طلاق ہوجائے گی وہ شخص بیوی سے کہے یا نہ کہے، اس کا اصل مبسوط میں مذکور ہے کہ خاوند نے دوسرے کو کہا کہ تو میری بیوی کو طلاق کہہ دے یا اس کو خوشخبری طلاق کی دے یا تو اس کی طلاق اس کو لیجا دے، ان صورتوں میں خبر دے یا نہ دے ہر طرح طلاق ہوگی اور خاوند نے دوسرے کو یوں کہا کہ تو میری بیوی کو کہہ کہ تجھے طلاق ہے، تو جب تک وہ شخص بیوی کو کہہ نہ دے گا طلاق نہ ہوگی، کیونکہ یہ اس شخص کو وکیل بنانا ہوا اھ۔ تو جیسا آپ دیکھ رہے ہیں یہ خانیہ کے مطابق ہے اور خطاب کے صیغہ سے مختص صورت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۸۴

[2] " " " " " " " " " ۱/۳۸۴

[3] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ کتاب الطلاق " " " ۴/۷۵-۱۷۴

فی رد المحتار عن البحر من الصریح المضارع اذا غلب فی الحال[1] اھ قلت فکیف اذا تمحض لہ وحذفنا من الصریح بلساننا۔

ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ مضارع کا صیغہ جب حال کے لئے غالب الاستعمال ہو تو یہ طلاق صریح میں شمار ہوگا، قلت (میں کہتا ہوں) اور اگر خالص حال کے لئے ہو تو پھر بطریقِ اولٰی صریح ہوگا جبکہ "چھوڑنا" کا لفظ ہماری زبان میں طلاق میں صریح ہے (ت)

ہاں اگر عزم وارادہ کی نیت پر کہے گا بایں معنٰی کہ تجھے طلاق دیا چاہتا ہوں تو عند اللہ طلاق نہ ہوگی،

فی الخیریۃ یدین علی کل حال أی ولو غلب فی الحال[2]

فتاوٰی خیریہ میں ہے: مضارع میں خاوند کی بات پر دیانۃً تصدیق بہر حال ہوگی اگرچہ وہ مضارع، حال کے معنٰی میں غالب ہو۔ (ت)

تجھ پر دو مہینے سے طلاق ہے اور واقع میں نہ دی تھی ابھی پڑ گئی بشرطیکہ نکاح کو دو مہینے سے کم نہ ہوئے ہوں ورنہ کچھ نہیں، اور اگر جھوٹی خبر کی نیت تھی تو عند اللہ کچھ نہیں یہ ہر صیغہ خبر میں جاری ہے،

کما فی الخیریۃ وغیرھا وفیہ ایضا قال لھا انت مطلقۃ من شھرین ویقول نویت الاخبار فی الماضی کاذبا ھل یقع علیہ الطلاق امر لا واذا قلتم یقع ھل لہ ان یردھا امر لا أجاب یقع قضاء لا دیانۃ وعلی حکم القضاء لہ مراجعتھا فی العدۃ بغیر عقد وبعدھا بعقد جدید حیث لم یصدر منہ سوٰی ماذکر[3] وفی الدر وکذا انت طالق امس وقد نکحھا الیوم ولو نکحھا قبل امس وقع الآن لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال[4] (ملخصا)

خیریہ وغیرہ میں جیسے ہے کہ اگر کہا "تو دو ماہ سے مطلقہ ہے"، اور اس کے بعد کہا کہ میں نے یہ ماضی کی خبر کاذب کے طور پر کہا ہے، تو کیا اس پر طلاق ہوگی یا نہیں اور اگر آپ فرمائیں کہ طلاق ہوگی تو اس کو رجوع کا حق ہوگا یا نہیں، اس کا جواب دیا کہ قضاءً طلاق ہوگی دیانۃً نہ ہوگی، اور قاضی کے فیصلہ پر اس کو عدت میں بغیر نکاح اور عدت کے بعد جدید نکاح سے رجوع کا حق ہوگا، جبکہ مذکورہ کارروائی کے علاوہ خاوند نے کچھ اور نہ کہا ہو، اور دُر میں ہے کہ یونہی اگر خاوند نے کہا "تو گزشتہ روز سے طلاق والی ہے" تو اگر نکاح آج کیا ہو تو یہ بات لغو ہوگی اور گزشتہ روز سے قبل نکاح کیا ہو تو ابھی سے طلاق ہو جائیگی کیونکہ ماضی کا انشاء حال کا انشاء متصور ہوگا (ت)

---

[1] ردالمحتار — باب الصریح — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۳۰
[2] فتاوٰی خیریہ — کتاب الطلاق — دار المعرفۃ بیروت — ۱/۳۹
[3] 〃 — 〃 — 〃 — ۱/۵۰
[4] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۲۰

تجھ پر دو برس تک طلاق ہے اس میں دو برس بعد پڑے گی،

فی الخیریة قال لها انت طالق الی سنتین ولا نیة له فما الحکم اجاب یقع علیها بعد السنتین طلقة واحدة رجعیة صرح به صاحب البحر والبزازیة والولوالجیة وغیرهم من کتب الحنفیة۔[1]

خیریہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تجھے دو سال پر طلاق" اور کوئی خاص نیت نہ کی ہو تو کیا حکم ہے، تو جواب دیا کہ دو سال بعد رجعی طلاق ہوگی۔ اس کی تصریح بحر، بزازیہ اور ولوالجیہ وغیرہ کتب حنفیہ میں موجود ہے۔ (ت)

تجھ پر یہاں سے عرب تک طلاق، اور اگر یوں کہا کہ اتنی لمبی یا بڑی طلاق تو بائن ہوگی،

فی الدر وبقوله من هنا الی الشام واحدة رجعیة مالم یصفها بطول او کبر فبائنة۔[2]

درمیں ہے: خاوند نے کہا "تجھے یہاں سے ملک شام تک طلاق ہے تو ایک رجعی طلاق ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کو کسی طوالت یا بڑائی سے موصوف نہ کیا ہو، اور اگر ایسی صفت سے موصوف کیا تو بائنہ طلاق ہوگی (ت)

تو فلاں عورت سے زیادہ مطلقہ ہے، طلاق ہو جائے گی اگرچہ فلاں عورت مطلقہ نہ بھی ہو،

بخلاف مالو قال بالعربیة انت اطلق من فلانة فلا تطلق الا بالنیة بشرط ان تکون فلانة مطلقة فقد عد فی الدر قوله انت اطلق من امرأة فلان وهی مطلقة،[3] من الکنایات التی یقع بها الرجعی، قال الشامی علله فی الفتح بان افعل التفضیل لیس صریحا فافهم اھ[4] بخلاف ما نحن فیه فانه مطلقة صریحة ولا یعتریه الاحتمال بزیادة فما فیه الا اثبات الطلاق

بخلاف اس کے جب بزبان عربی یوں کہا "انت اطلق من فلانة" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، نیت سے بھی تب ہوگی جب وہ فلاں عورت مطلقہ ہو، خاوند کے اس قول کہ "تجھے فلاں کی عورت سے بڑی طلاق" بشرطیکہ وہ فلاں کی عورت مطلقہ ہو تو درمیں اس کو ان کنایات میں شمار کیا ہے جن سے ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ علامہ شامی نے اس پر فرمایا کہ فتح میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ صیغہ تفضیل طلاق میں صریح نہیں ہے، غور کرو اھ، اس کے برخلاف وہ

---

[1] فتاوی خیریہ — کتاب الطلاق — دار المعرفۃ بیروت — ۱/۵۱
[2] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۱۹
[3] درمختار — باب الکنایات — " " " — ۱/۲۲۵
[4] ردالمحتار — " — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۶۶

والزیادۃ وقد حققناہ فیما علقناہ علی ردالمحتار۔

صورت جو ہم نے ذکر کی ہے کیونکہ وُہ صریح مطلقہ ہے اس میں زیادتی وغیرہ کا احتمال رکاوٹ نہ ہوگا یہ طلاق اور زیادتی کا اثبات ہے اور اس کو ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں محقق کیا ہے۔ (ت)

ان سب صُورتوں میں بے حاجت نیت طلاق رجعی پڑتی ہے، اے مطلقہ بسکون طاء، فی الدر انت مطلقۃ بالتخفیف (درمیں ہے خاوند نے مُطلَقَہ یعنی ط پر جزم کے ساتھ، بیوی کو کہا "تُو مُطلَقہ ہے"۔ ت) میں نے تیری طلاق چھوڑ دی، میں نے تیری طلاق روانہ کردی، میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑ دیا،

فی ردالمحتار قولہ خلیت سبیل طلاقك وکذا خلیت طلاقك او ترکت طلاقك ان نوی وقع والافلا خانیۃ۔[1]

ردالمحتار میں ہے: خاوند نے کہا "میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑ دیا، میں نے تیری طلاق روانہ کردی، میں نے تیری طلاق چھوڑ دی" تو اگر نیت کی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں، خانیہ۔ (ت)

تجھ پر ط، ل، ا، ق۔ تجھ پر طا، لام، الف، قاف۔

فی ردالمحتار قولہ اوطلاق ظاھر ماھنا ومثلہ فی الفتح والبحر ان یاتی بمسمّی احرف الھجاء والظاھر عدم الفرق بینھا وبین اسمائھا ففی الذخیرۃ قال لامرأتہ الف نون تاء طاء الف لام قاف انہ ان نوی الطلاق تطلق المرأۃ۔[2] (ملخصًا)

ردالمحتار میں ہے: یا خاوند کا قول ط، ل، ا، ق، تو یہ طلاق میں ظاہر ہے، اسی کی مثل فتح اور بحر میں ہے کہ حروفِ ہجاء اور اس کے مسمّٰی کو ذکر کرے تو ظاہر میں کوئی فرق نہیں، ہم نے حروف کے اسماء کو بیان کردیا ہے تو ذخیرہ میں ہے کہ اگر بیوی کو کہا الف، نون، تاء، طاء، الف، لام، قاف، اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی (ملخصًا)۔ (ت)

میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کی، قرض دی، تیرے پاس گروی، امانت رکھی، میں نے تیری طلاق چاہی، تیرے لئے طلاق ہے، اللہ نے تیری طلاق چاہی، اللہ تعالٰی نے تیری طلاق مقدر کی،

فی ردالمحتار قولہ وغیر ذلك مثل الطلاق

ردالمحتار میں ماتن کے قول وغیر ذٰلك کے تحت

---

[1] ردالمحتار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۲/۴۶۶
[2] ردالمحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۰

علیك و هبتك طلاقك بعتك طلاقك اذا قالت اشتریت من غیر بدل خذی طلاقك اقرضتك طلاقك قد شاء الله طلاقك او قضاه اوشئت ففی الکل یقع بالنیة رجعی کما فی الفتح زاد فی البحر الطلاق لك[1] الخ وفیه اما ما فی البحر ایضا من ان منه اودعتك طلاقك ورهنتك طلاقك فسیذکر الشارح تصحیح عدم الوقوع به[2] اقول ای ان لم ینو لان المقصود به الرد علی البحر فی جعله صریحا۔

بیان کیا، مثلاً میں نے تجھے تیری طلاق ہبہ کی، میں نے تیری طلاق تجھ کو فروخت کی جب جواب میں عورت یہ کہے کہ میں نے بدلہ کے بغیر خریدی، میں نے تیری طلاق تجھے قرض دی، اللہ نے تیری طلاق چاہی، یا اللہ نے تیری طلاق مقدر فرمائی، کیا تو چاہتی ہے۔ ان مذکورہ صورتوں میں نیت کی تو ایک طلاق رجعی ہوگی جیسا کہ فتح میں ہے بحر میں اس پر زائد ہے تیرے لئے طلاق ہے الخ اور اسی ردالمحتار میں ہے لیکن جو بحر نے افادہ فرمایا وہ بھی کہ میں نے تیرے پاس تیری طلاق امانت رکھی ہے یا رہن رکھی ہے، اس پر

شارح طلاق نہ واقع ہونے کی تصحیح ذکر کررہے ہیں، اقول (میں کہتا ہوں) یعنی اگر نیت نہ کی ہو تو یہ مسئلہ ہے کیونکہ اس سے مقصد بحر پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ اس کو صریح قرار دیتے ہیں۔ (ت)

میں[15] نے تیری طلاق تیرے ہاتھ بیچی، عورت نے کہا میں نے خریدی، اور کسی عوض مالی کا ذکر نہ ہوا ورنہ بائن ہوگی)

فی ردّ المحتار عن البحر ولو قال بعت منك تطلیقة فقالت اشتریت یقع رجعیا مجانا لانه صریح اھ[3] و فی الدر وحکم الواقع بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن[4]

ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے: اگر خاوند نے کہا میں تجھے ایک طلاق فروخت کرتا ہوں، تو بیوی نے جواب میں کہا میں نے خریدا، تو بلا معاوضہ ایک طلاق رجعی ہوگی، کیونکہ یہ صریح ہے اھ اور درمیں ہے کہ مال کے بدلے صریح طلاق واقع ہو تو وہ بائنہ کے حکم میں ہوگی (ت)

---

[1] ردالمحتار باب الکنایات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۷
[2] ردالمحتار باب الصریح " " " ۲/۴۳۰
[3] ردالمحتار باب الخلع " " " ۲/۵۵۹
[4] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۴۵

میں[16] نے تجھے اس عوض پر طلاق دی کہ تُو اتنے دنوں کے لئے اپنا فلاں مطالبہ مجھ سے ہٹا دے،

فان العوض غیر مال فقی رد المحتار بعد ذکر الطلاق علی مال بخلاف طلقنی علی ان اُوخر مالی علیک فان التاخیر لیس بمال وصح التاخیر لو لہ غایۃ معلومۃ والا فلا، والطلاق رجعی مطلقا بحر عن البزازیۃ[1] کما مر۔

کیونکہ یہ عوض مال نہیں تو ردالمحتار میں، طلاق بعوض مال کے بعد ذکر کیا، بخلاف اس کے کہ جب بیوی کہے میرا جو مال تیرے ذمہ ہے اسے میں تجھ پر مؤخر کرتی ہوں اس کے عوض تُو مجھے طلاق دے۔ خاوند نے اس پر طلاق دے دی تو وہ رجعی ہوگی کیونکہ یہ عوض یعنی تاخیر مال نہیں ہے۔ اگر مال کی کوئی مدت مقرر تھی تو یہ تاخیر درست ہوگی ورنہ نہیں، بزازیہ سے بحر نے گزشتہ کی طرح نقل کیا۔ (ت)

میں[17] نے طلاق تیرے دامن میں رکھ دی[1]

فی الخزانۃ عن الخلاصۃ ولو قال ہزار طلاق در دامنت کردم ان نوی او کان فی حال مذاکرۃ الطلاق یقع والا فلا[2]

خزانہ میں خلاصہ سے منقول ہے کہ خاوند نے کہا "میں نے تیرے دامن میں ہزار طلاق رکھ دی ہے" اگر نیت کی تو طلاق ہوگی، یونہی اگر یہ بات طلاق کے مذاکرہ کے بعد کہی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ (ت)

عدت[18] بیٹھ فی رد المحتار[2]، تجھ پر ایک[19]،

---

[1] اقول شاید مسئلۂ دامن ومسئلہ سابقہ چادر میں فرق بوجہ اضافت وعدمِ اضافت طلاق ہے کہ وہاں یہ کہا تھا تیری طلاق تیرے آنچل باندھی، لہذا بے نیت پڑگئی، یہاں صرف طلاق کہا، تیری طلاق نہ کہا لہذا نیت پر رہی، ولیحرر، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ

[2] ھٰھنا فی الاصل بیاض ولعل العبارۃ المطلوبۃ منہا ھی ما نقل ھھنا فی الذیل قولہ اعتدی امر بالاعتداد الذی ھو من العدۃ او من العداد ای اعتدی نعمی علیک بدائع اھ ۱۲ الفقیر

یہاں قلمی نسخہ میں بیاض ہے ہوسکتا ہے اس سے مطلوب وہ عبارت ہو جس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے کہ اعتدی اعتداد سے امر ہے جو عدت سے ہے یا عدد سے ہے یعنی میرے نکاح کو اپنے اُوپر خدا کی نعمت شمار کر، بدائع اھ ۱۲ الفقیر حامد رضا قادری غفرلہ۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار باب الخلع ۲/۵۶۰ مطبع مجتبائی دہلی

[2] خزانۃ المفتین فصل فی صریح الطلاق ۱/۱۰۸ قلمی نسخہ

فی المتون انت واحدۃ ویعرف ما ترجمنا من یعرف الدلیل۔

متون میں ہے: تو ایک ہے، تو ہمارے قائم کر عنوان سے دلیل جاننے والے کو معلوم ہے۔ (ت)

تجھ پر دو[۲]، اس میں دو طلاقیں رجعی بحالتِ نیت پڑیں گی،

فانہ مثلہ بعین الوجہ لان الوقوع بطلاق مضمر فکان رجعیا ویحتمل غیرہ فتوقف علی النیۃ وعد فی البحر من ھذا القسم لست لی بامرأۃ وما انا لک بزوج[۱]، حیث یقع رجعی ان نوی قلت والوقوع بہ مذھب الامام وعندھما لا وان نوی کما فی الخانیۃ وقد مر قول الامام لکن فی الخلاصۃ وخزانۃ المفتین وجواھر الاخلاطی و الھندیۃ فی قولہ تو نہ من نیی لا یقع و ان نوی ھو المختار[۲]، واللہ تعالٰی اعلم۔

کیونکہ یہ بھی پہلی ہی وجہ کی طرح معلوم ہے کہ یہاں لف طلاق پوشیدہ ہے جس سے یہ طلاق رجعی ہوگی اور غیر طلاق کا احتمال ہونے کی وجہ سے نیت پر موقوف ہوگی، اور بحر میں اسی قسم سے شمار کیا ہے جب یہ کہے کہ "تو میری بیوی نہیں اور میں تیرا خاوند نہیں" نیت کی تو ایک رجعی طلاق ہوگی، قلت (میں کہتا ہوں) اس کلام سے طلاق کا وقوع امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، اور بحر میں امام کے قول کو پہلے ذکر کیا ہے، لیکن خلاصہ، خزانۃ المفتین، جواھر الاخلاطی اور ہندیہ میں مذکور ہے کہ خاوند نے کہا "تو میری بیوی نہیں ہے" تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، یہی مختار ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

ان سب میں نیت کی حاجت ہے اگر نیت نہیں تو کچھ نہیں اور ہے تو طلاق رجعی[۳]۔ بے وجہ بے سبب طلاق

ف اصل میں اتنی عبارت اور زائد ہے یہ دو سو بتیس ۲۳۲ الفاظِ طلاق ہیں جن میں سے ایک سو تیس ۱۳۰ سے بائن پڑتی ہے، نوے ۹۰ سے رجعی۔ دونوں میں ننانوے ۹۹ سے بے نیت، باقی سے منوی، اور ہنوز ہر قسم میں زیادت کو اور الفاظ باقی اقوال بعد تکمیل الفاظ اضافہ فرمائے گئے لہذا منوی ایک سو پینتالیس ۱۴۵، غیر منوی ایک سو آٹھ ۱۰۸ یہ کل دو سو ترپن ۲۵۳ الفاظ ہیں، ایک سو ساٹھ ۱۶۰ سے بائن اور ترانوے ۹۳ رجعی ۱۲

حامد رضا غفرلہ

---

[۱] بحر الرائق — باب الکنایات — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۳/ ۳۰۰

[۲] فتاوٰی ہندیہ — الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ — نورانی کتب خانہ پشاور — ۱/ ۳۸۶

دینا فی نفسہٖ ناپسندیدہ بلکہ شرعًا مذموم ہے، خصوصًا[2] بائن کہ بے ضرورت محض بدعت وممنوع ہے۔ عورت کا معاذ اللہ فاحشہ ہونا اگرچہ سب سے بڑھ کر اجازتِ طلاق کی وجہ، مگر بائن کی بھی کار برآری ممکن کہ طلاق رجعی بطور مسنون دے اور رجعت نہ کرے خود ہی بائن ہو جائے گی، وقت طلاق میں بھی یہ خصوصیت ہے کہ زن مدخولہ کو حیض[3] یا نفاس[4] میں طلاق نہ دے مگر خلع وغیرہ جو طلاق مال کے عوض ہو وہ اس حال میں بھی جائز ہے، عورت[5] کی عمر اگر نو برس سے کم ہے، یا پچپن[6] تک پہنچ چکی ہو، یا جوان[7] تو ہوئی مگر حیض کبھی نہ آیا، یا حاملہ[8] ہے تو ایسی عورت کو ایک مہینے میں دو طلاقیں نہ دے، اور جو عورت[9] ان چار کے علاوہ ہے اُسے ایسی پاکی میں نہ دے کہ اس میں یا اُس[10] سے پہلے کے حیض میں یہ اُسے طلاق دے چکا، یا اُن[11] میں یا دھوکے[12] سے دوسرا شخص اُس سے جماع کر چکا ہے، طلاق میں یہ بارہ صورتیں منع ہیں، پھر ان سب ممانعتوں کے یہ معنی کہ مرد اُن کے خلاف سے گنہگار ہوگا ورنہ طلاق تو بہرحال پڑ جاتی ہے جب تک عورت پر قیدِ نکاح یا عدت اور مرد کے ہاتھ میں کوئی طلاق باقی ہے،

فی فتح القدیر اول کتاب الطلاق الاصح حظرہ الا لحاجۃ غیران الحاجۃ لا تقتصر علی الکبر و الریبۃ اھ ملخصًا، فی رد المحتار ان الضعیف ھو عدم اباحتہ الا لکبر او ریبۃ والذی صححہ فی الفتح عدم التقیید بذلک کما ھو مقتضی اطلاقھم الحاجۃ وبما قررناہ ظھر ان لا مخالفۃ بین ما ادعاہ انہ المذھب وما صححہ فی الفتح اھ وفیہ عن البحر عن الفتح الواحدۃ البائنۃ بدعیۃ فی ظاھر الروایۃ الخ

فتح القدیر میں کتاب الطلاق کے شروع میں ہے، اصح یہ ہے کہ طلاق ممنوع ہے مگر حاجت ہو تو ممنوع نہیں ہے، مگر حاجت صرف بڑھاپے اور شکوک میں منحصر نہیں ہے اھ ملخصًا۔ رد المحتار میں ہے کہ طلاق کا صرف بڑھاپے یا شکوک کی بنا پر مباح ہونا ضعیف ہے اور جس کو فتح میں صحیح قرار دیا ہے اُس میں اِس کی قید نہیں بیان کی، جیسا کہ فقہاءِ کرام نے مطلق حاجت کو بیان کیا ہے، اور ہماری تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ جس کے متعلق مذہب ہونے کا دعوٰی کیا اور جس کی تصحیح فتح میں کی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اھ، اور اسی میں بحر اور اس نے فتح سے نقل کیا کہ ایک بائنہ طلاق، ظاہر روایت میں بدعی طلاق

---

[1] فتح القدیر — کتاب الطلاق — نوریہ رضویہ سکھر — ۳/ ۳۲۷
[2] رد المحتار — 〃 — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/ ۴۱۶
[3] 〃 — 〃 — 〃 — ۲/ ۴۱۸

فی الدر طلقة رجعیة فقط فی طهر
لا وطئ فیه احسن، وطلقة لغیر
موطوءة ولو فی حیض، ولموطوءة
تفریق الثلث فی ثلثة اطهار
لا وطئ فیها ولا فی حیض قبلها
ولا طلاق فیه فیمن تحیض
وفی ثلثة اشهر فی حق غیرها
حسن وسنی، وحل طلاق
الآیسة والصغیرة والحامل
عقب وطئ لان الکراهة
فیمن تحیض لتوهم
الحبل، والبدعی ماخالفهما
والخلع فی الحیض لا یکره
والنفاس کالحیض[1] اھ ملخصا،
قال الشامی قوله لا وطء فیه
لم یقل منه لیدخل
فی کلامه ما لو وطئت
بشبهة، فان طلاقها
فیه حینئذ بدعی نص
علیه الاسبیجابی وبهذا
عرف ان کلام المصنف
اولی من قول غیره لم
یجامعها فیه لکن لابد ان

ہے الخ، اور دُرّ میں ہے کہ ایک رجعی طلاق ایسے
طُہر میں جس میں وطئ نہ کی ہو فقط وہی احسن طلاق ہے
اور غیر موطوئہ بیوی کو اگرچہ حیض کے دوران ایک طلاق
اور وطی شدہ کو تین طُہروں میں تین طلاقیں متفرق کرنا
جن میں وطی نہ ہُوئی ہو اور نہ ایسے طُہر سے پہلے حیض
میں وطئ ہو اور نہ طلاق ہو حیض والی کے لئے،
اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی
نہ ہوئی ہو اور نہ ایسے طُہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور
نہ طلاق ہو، حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں
تین طلاقیں متفرق کرنا جس کو حیض نہ آتا ہو، تو ایسی
طلاقیں حسن اور سنی ہوں گی۔ اور بوڑھی، نابالغہ
اور حاملہ کو وطئ کے بعد طلاق دینا حلال ہے کیونکہ
وطئ کے بعد طلاق دینا اس لئے مکروہ ہے کہ حمل
ٹھہرنے کا احتمال ہوتا ہے جو کہ جوان حیض والی میں
ہوسکتا ہے، اور بدعی طلاق وُہ ہے جو ان مذکورہ
دُو قسموں (احسن اور حسن) کے خلاف ہو، اور
حیض میں خلع مکروہ نہیں اور نفاس بھی حیض کا حکم
رکھتا ہے اھ ملخصا۔ علامہ شامی نے فرمایا: ماتن کا
قول "وُہ طہر جس میں وطئ نہ ہو" کہا، یہ نہ کہا کہ اس
خاوند سے وطئ نہ ہُوئی ہو، یہ اس لئے تاکہ کلام
شُبہہ سے وطئ کو بھی شامل ہو سکے، کیونکہ ایسی
صُورت میں بھی طلاق بدعی ہوگی جیسا کہ اس پر
اسبیجابی نے نص کی ہے۔ اور اس سے معلوم ہُوا

---

[1] درمختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۵ تا ۲۱۷

يقول ولا في حيض قبله ولا طلاق فيهما ولم يظهر حملها ولم تكن آيسة ولا صغيرة كما في البدائع لانه لو طلقها في طهر وطئها في حيض قبله كان بدعيا وكذا لو كان قد طلقها فيه وفي هذا الطهر لان الجمع بين تطليقتين في طهر واحد مكروه عندنا[1]، قوله في حق غيرها اي في حق من بلغت بالسن ولم تر دما او كانت حاملا او صغيرة لم تبلغ تسع سنين على المختار او آيسة بلغت خمسا وخمسين سنة على الراجح، اما ممتدة الطهر فمن ذوات الاقراء لانها شابة رأت الدم فلا يطلقها للسنة الا واحدة مالم تدخل في حد الاياس[2]، قال في الذخيرة عن المنتقى لا باس بان

کہ مصنف کی کلام دوسروں کی نسبت اولیٰ ہے کیونکہ دوسروں نے یوں کہا ہے کہ خاوند نے اس طہر میں وطی نہ کی ہو، لیکن مصنف کی کلام میں یہ کہنا بھی ضروری تھا کہ اس طہر سے قبل حیض میں بھی وطی نہ ہوا ور نہ طلاق ہو، اور حمل ظاہر نہ ہو اور بوڑھی اور نابالغہ نہ ہو جیسا کہ بدائع میں ہے کیونکہ اگر ایسے طہر میں طلاق دی جس سے قبل حیض میں وطی کی ہو تو وہ طلاق بدعی ہوگی اگرچہ طہر میں وطی نہ ہو، اور یوں ہی اگر اس حیض میں طلاق کے بعد طہر میں طلاق دی ہو کیونکہ ایسی صورت میں ایک طہر میں دو طلاقیں شمار ہوں گی جو کہ ہمارے ہاں مکروہ ہے۔ اور ماتن کا قول کہ "اس کے غیر میں" یعنی وہ عورت حیض کی بجائے عمر کے حساب سے بالغ قرار پائے اور اس نے کسی حیض کا خون نہ دیکھا اور نہ پایا، یا عورت حاملہ ہو، یا ایسی نابالغہ جو نو سال سے کم عمر والی ہو مختار قول کے مطابق، یا آئسہ (وہ عورت جو پچپن ۵۵ سال کو پہنچ چکی ہو) راجح قول کے مطابق، یا حیض والی عورتوں میں وہ عورت جس کا طہر دراز مدت تک ختم نہ ہو، کیونکہ نوجوان عورت جس کو خونِ حیض آچکا ہے تو اس کو سنت طلاق صرف ایک ہی ہوگی جب تک وہ حد ایاس تک نہ پہنچی ہو۔ ذخیرہ میں منتقی سے منقول ہے: اگر بیوی سے کوئی ناپسندیدہ

---

[1] رد المحتار کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۸
[2] " " " " " ۲/۴۱۹

یخلعها فی الحیض اذا اراٰی منها مایکرہ اھ وکذا الطلاق علی مال لایکرہ فی الحیض کما صرح بہ فی البحر عن المعراج والمراد بالخلع ما اذا کان خلعا بمال[1]، قولہ والنفاس کالحیض قال فی البحر ولما کان المنع من الطلاق فی الحیض لتطویل العدۃ علیھا کان النفاس مثلہ جوھرۃ[2] اھ ملتقطا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔

امر محسوس کرے تو حیض کے دوران بھی خلع کرنے میں کوئی حرج نہیں اھ یوں ہی مال کے عوض طلاق حیض میں دی جائے تو مکروہ نہیں جیسا کہ بحر میں معراج سے نقل کرتے ہوئے تصریح کی ہے اور خلع سے مراد وہ ہے جو مال کے عوض ہو۔ ماتن کا قول کہ "نفاس، حیض کی طرح ہے"۔ بحر میں فرمایا کہ حیض میں طلاق عورت کی عدت کو طوالت سے بچانے کی وجہ سے ممنوع ہے تو نفاس میں یہی بات ہے اس لئے یہ بھی حیض کی طرح ہے، اھ، (ردالمحتار کی تمام عبارات، ملتقطا) واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ (ت)

فہرست الفاظِ طلاق

ان سب صورتوں میں اگر طلاق کی نیت ہو طلاق بائن پڑ جائے گی

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۱	جا	۵۱۵	۱۱	سرک	۵۱۵
۲	نکل	〃	۱۲	جگہ چھوڑ	〃
۳	چل	〃	۱۳	گھر خالی کر	〃
۴	روانہ ہو	〃	۱۴	دُور ہو	〃
۵	اُٹھ	〃	۱۵	چل دُور	〃
۶	کھڑی ہو	〃	۱۶	اے خالی	〃
۷	پردہ کر	〃	۱۷	اے بَری	〃
۸	دوپٹہ اوڑھ	〃	۱۸	اے جُدا	〃
۹	نقاب ڈال	〃	۱۹	تُو جُدا ہے	〃
۱۰	ہَٹ	〃	۲۰	تو مجھ سے جُدا ہے	〃

[1] و [2] ردالمحتار کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۹

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۲۱	میں نے تجھے بے قید کیا	۵۱۵
۲۲	میں نے تجھ سے مفارقت کی	〃
۲۳	رستہ ناپ	۵۱۶
۲۴	اپنی راہ لے	〃
۲۵	کالا مُنہ کر	〃
۲۶	چال دکھا	〃
۲۷	چلتی بن	〃
۲۸	چلتی نظر آ	〃
۲۹	دفع ہو	〃
۳۰	دال فے عین ہو	〃
۳۱	رفو چکر ہو	〃
۳۲	پنجرا خالی کر	〃
۳۳	ہٹ کے سڑ	〃
۳۴	اپنی صُورت گُما	〃
۳۵	بستر اُٹھا	〃
۳۶	اپنا سُوجھتا دیکھ	〃
۳۷	اپنی گٹھری باندھ	〃
۳۸	اپنی نجاست الگ پھیلا	〃
۳۹	تشریف لے جائیے	〃
۴۰	تشریف کا ٹوکرا لے جائیے	۵۱۵
۴۱	جہاں سینگ سمائے جا	〃
۴۲	اپنا مانگ کھا	〃
۴۳	بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے	〃
۴۴	اے بے علاقہ	〃
۴۵	مُنہ چھپا	〃
۴۶	جہنّم میں جا	〃
۴۷	چُولھے میں جا	〃
۴۸	بھاڑ میں پڑ	〃
۴۹	میرے پاس سے چل	〃
۵۰	اپنی مراد پر فحمند ہو	〃
۵۱	میں نے نکاح فسخ کیا	〃
۵۲	تُو مجھ پر مثل مردار[1]	〃
۵۳	یا مثل سُوَر	〃
۵۴	یا مثل شراب کے ہے	〃
۵۵	تو مثل میری ماں[2]	۵۱۷
۵۶	یا بہن	〃
۵۷	یا بیٹی کے ہے	〃
۵۸	تو خلاص ہے	〃

[1] نہ مثل بھنگ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے۔

[2] یُوں کہا تو ماں بیٹی ہے، تو گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق
۵۹	تیری گلو خلاصی ہُوئی	۵۱۷	۷۹	تیری رسّی چھوڑ دی
۶۰	تو خالص ہُوئی	〃	۸۰	تیری لگام اتار لی
۶۱	حلالِ خدا	〃	۸۱	اپنے رفیقوں سے جا مِل
۶۲	یا حلالِ مسلماناں	〃	۸۲	مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں
۶۳	یا ہر حلال مجھ پر حرام	〃	۸۳	خاوند تلاش کر
۶۴	تُو میرے ساتھ حرام میں ہے	〃	۸۴	میں تجھ سے جُدا ہُوں یا ہُوا[۲]
۶۵	میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا[۱]	〃	۸۵	میں نے تجھے جُدا کر دیا
۶۶	میں تجھ سے باز آیا	۵۱۸	۸۶	میں نے تجھ سے جُدائی کی
۶۷	میں تجھ سے درگزرا	〃	۸۷	تُو خود مختار ہے
۶۸	تُو میرے کام کی نہیں	〃	۸۸	تُو آزاد ہے
۶۹	میرے مطلب کی نہیں	〃	۸۹	مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں
۷۰	میرے مصرف کی نہیں	〃	۹۰	مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا
۷۱	مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں	〃	۹۱	میں نے تجھے تیرے گھر والوں[۳]
۷۲	کچھ قابو نہیں	〃	۹۲	یا باپ
۷۳	ملک نہیں	〃	۹۳	یا ماں
۷۴	میں نے تیری راہ خالی کر دی	〃	۹۴	یا خاوندوں کو دیا
۷۵	تُو میری مِلک سے نکل گئی	〃	۹۵	یا خود تجھ کو دے ڈالا
۷۶	میں نے تجھ سے خلع کیا	〃	۹۶	مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا[۴]
۷۷	اپنے میکے بیٹھ	〃	۹۷	میں تیرے نکاح سے بَری ہُوں
۷۸	تیری باگ ڈھیلی کی	〃	۹۸	بیزار ہُوں

[۱] ی عوض کا ذکر نہ کرے اور عورت کے اس کہنے کی بھی حاجت نہیں کہ میں نے خریدا۔

[۲] فقط میں جُدا ہُوں یا ہُوا کافی نہیں اگرچہ بہ نیت طلاق کہے۔

[۳] کیا میں نے تجھے تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو دے دیا تو کچھ نہیں۔

[۴] مجھ میں تجھ میں کچھ نہ رہا سے کچھ نہیں اگرچہ نیت کرے۔